ا۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سارے انبیاء نبوت میں برابر ہیں کوئی اصلی اور کوئی نقلی نہیں ہے۔ سب کو اللہ نے رسل فرمایا دوسرے یہ کہ نبوت کے علاوہ دیگر فضائل میں انبیاء کے درجے مختلف ہیں بعض بعض سے اعلیٰ اور ہمارے حضور سب سے اعلیٰ ہیں تیسرے یہ کہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بعض رسول بعض سے اعلیٰ ہیں' یہ نہیں کہہ سکتے کہ بعض بعض سے ادنیٰ ہیں۔ اس میں ان کی توہین ہے' جیسا کہ فضلنا سے معلوم ہوا ۲۔ یعنی زمین پر بے واسطہ کلام موسیٰ علیہ السلام کی خصوصیت ہے ——— رب نے ہمارے حضور

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اٰتَیْنَا

اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا اور ہم نے

عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ

مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں اور پاکیزہ روح سے اس کی مدد کی

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ

اور اللہ چاہتا تو ان کے بعد والے آپس میں نہ لڑتے

بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ وَ لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ

بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی نشانیاں آچکیں لیکن وہ تو مختلف ہو گئے ان میں کوئی ایمان

اٰمَنَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۫

پر رہا اور کوئی کافر ہو گیا اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے

وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ۠ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا

مگر اللہ جو چاہے کرے اے ایمان والو

اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا

اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ

بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ

خرید و فروخت ہے اور نہ کافروں کے لئے دوستی اور نہ شفاعت اور کافر خود

الظّٰلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا

ہی ظالم ہیں اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا اسے

تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا

نہ اونگھ آئے نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

سے معراج میں جو بے پردہ کلام فرمایا وہ زمین پر نہ تھا ۳۔ بعضھم سے حضور مراد ہیں اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور تمام نبیوں سے افضل ہیں دوسرے یہ کہ ان کی افضلیت ہمارے خیال و گمان و وہم سے باہر ہے' کیونکہ درجات کی حد بیان نہ فرمائی گئی' یہ بھی معلوم ہوا کہ سارے نبی نبوت میں یکساں ہیں۔ مراتب میں مختلف ہیں ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا ہوئے اگر ان کا کوئی والد ہوتا تو انہیں ماں کی طرف نسبت نہ کی جاتی رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ نیز قرآن نے سوائے مریم کے کسی عورت کا نام نہ لیا ۵۔ روح القدس سے مراد حضرت جبریل ہیں جو ہر وقت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندے مدد کرتے ہیں اور غیر خدا کی مدد شرک نہیں۔ حضرت جبریل خدا کے بندے ہیں۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار رہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کی مدد درحقیقت رب ہی کی مدد ہے کہ رب نے جبریل کی مدد کو اپنی مدد فرمایا ۶۔ یعنی ان انبیاء کرام کے بعد ان کی امتیں آپس میں لڑتی رہیں۔ اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ آپ کی امت میں بھی آپ کے بعد جنگیں ہوں گی اور ایسا ہی ہوا کہ صدیق اکبر نے مانعین زکوٰۃ کی سرکوبی فرمائی۔ حضرت علی و معاویہ میں جنگ ہوئی۔ ۷۔ یعنی گزشتہ امتوں میں جو جنگیں ہو چکیں یا آپ کی امت میں جو خانہ جنگیاں ہوں گی وہ سب اللہ کے ارادہ و مشیت سے ہیں۔ اس ارادہ میں ہزارہا حکمتیں ہیں' اس میں مسئلہ تقدیر کی طرف اشارہ ہے اس کی تحقیق ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۸۔ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ وغیرہ تمام عبادات اہل ایمان پر ہیں کافروں پر نہیں اور بغیر ایمان کوئی عبادت درست نہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی ہر نعمت میں سے خیرات کرنی چاہیے۔ علم' مال' تندرستی' اولاد' وقت سب میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ ۱۰۔ کافروں کے لئے نہ دوستی کام آئے نہ کسی کی شفاعت اس لئے آگے فرمایا وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ مسلمانوں کے لئے دونوں چیزیں باذن الٰہی مفید ہوں گی' رب فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۱۱۔ ظلم کے معنی ہیں کسی کی چیز ناحق برتنا۔ مالک کی چیز برتنے کا حق فرمانبردار غلام کو ہے نہ کہ نافرمان کو' کافر نافرمان ہے اس کا رب کی چیز برتنا ظلم ہے۔ نیز برات کی دعوت وہ کھاتے ہیں جو دولھا کے متعلقین میں سے ہوں۔ بے تعلق آدمی چور بن کر کھاتا ہے۔ حضور عالم کے دولھا ہیں۔ مومنین بندے ان کے غلام' اور کافر ان کے دشمن۔ لٰہذا کافر ظالم اور چور بن کر کھاتے ہیں ۱۲۔ اس آیت کا نام آیۃ الکرسی ہے۔ حدیث شریف میں اس کے بڑے فضائل ارشاد ہوئے۔ جان و مال کی حفاظت اور ایمان پر خاتمہ کے لئے یہ اکسیر ہے۔ سوتے وقت پڑھ کر سوئے محفوظ رہے گا۔ ہر نماز کے بعد پڑھے جنتی ہوگا

(بقیہ صفحہ ٦٥) گا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے۔
ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندے رب کے ہاں شفاعت فرمائیں گے۔ دوسرے یہ کہ ان کی شفاعت دھونس کی نہ ہو گی اذن کی ہو گی لہٰذا جو بالکل شفاعت کا انکاری ہو وہ بے ایمان ہے اور جو مشرکین عرب کی طرح دھونس کی شفاعت مانے وہ بھی بے دین ہے۔ خیال رہے کہ شفاعت کرنے والے حسب ذیل ہیں۔ انبیاء' اولیاء' علماء' مشائخ' حجر اسود' قرآن مجید' کعبہ' ماہ رمضان' مسلمانوں کے نابالغ بچے' شفاعت تین طرح کی ہو گی۔ میدان محشر سے نجات کے لئے' گناہوں

فِى الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِىْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ
زمین میں وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے بے اس کے حکم کے لہ
يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ
جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ٢ اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں
بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ
سے مگر جتنا وہ چاہے ٣ اس کی کرسی میں سمائے ہوئے ہیں آسمان اور
وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ ﴿٢٥٥﴾
زمین ٤ اور اسے بھاری نہیں ان کی نگہبانی اور وہی ہے بلند بڑائی والا
لَاۤ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَىِّ ۚ
کچھ زبردستی نہیں دین میں ٥ بے شک خوب جدا ہو گئی ہے نیک راہ گمراہی سے
فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ
تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر ایمان لائے ٧ اس نے
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ
بڑی محکم گرہ تھامی جسے کبھی کھلنا نہیں ٨
وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٥٦﴾ اَللّٰهُ وَلِىُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ
اور اللہ سنتا جانتا ہے اللہ والی ہے مسلمانوں کا
يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا
انہیں اندھیریوں سے نور کی طرف نکالتا ہے ٩ اور کافروں کے لئے
اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى
حمایتی شیطان ہیں ١٠ وہ انہیں نور سے ١١ اندھیریوں کی طرف
الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓـئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾
نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں ١٢ انہیں ہمیشہ اس میں رہنا

کی معافی کے لئے بلندی درجات کے لئے پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ دوسری سے گنہگار مسلمان۔ تیسری سے نیک کار ٢۔ یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں کے اگلے پچھلے اعمال جانتا ہے۔ یا شفیع المذنبین لوگوں کے اگلے پچھلے گناہ جانتے ہیں کیونکہ علم کے بغیر شفاعت ناممکن ہے' طبیب جانتا ہے' کہ قابل علاج کون ہے اور لا علاج کون شفیع المذنبین جانتے ہیں کہ قابل شفاعت کون ہے اور ناقابل شفاعت کون۔ لہٰذا یہ جزو حضور کی نعت بھی ہے۔ (روح البیان) ٣۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب نے اپنے بندوں کو اپنا علم دیا ہے' ہر ایک کو بقدر وسعت ٤۔ کرسی سے مراد یا اللہ کا علم ہے یا اس کی قدرت یا عرش اعظم یا عرش اور ساتویں آسمان کے درمیان' اسی کو علم ہیئت والے آٹھواں آسمان یا فلک البروج کہتے ہیں اور عرش کو نواں آسمان یا فلک اطلس ٥۔ خیال رہے کہ کسی کو جبراً" مسلمان بنانا جائز نہیں مگر مسلمان کو جبراً" مسلمان رکھنا ضروری ہے لہٰذا کسی مسلمان کو مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی' یا تو وہ اسلام لائے' یا قتل کیا جاوے لہٰذا آیت اور حدیث میں تعارض نہیں۔ رب نے مرتدین بنی اسرائیل سے فرمایا تھا فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اپنے آپ کو قتل کے لئے پیش کر دو۔ معلوم ہوا کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا ٦۔ یہاں کفر لغوی معنی میں ہے یعنی انکار کرنا معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں اللہ کا ماننا اور شیطانی عقائد سے بچنا ٧۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جب ہی قبول ہے کہ اس کے دشمنوں سے بیزاری ہو کیونکہ شیطان کے انکار کو رب نے ایمان سے پہلے بیان فرمایا اس کی طرف لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں اشارہ ہے ٨۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اسلام پر مضبوطی سے وہ ہی قائم رہ سکتا ہے جو بے دینوں کی صحبت' ان کی الفت ان کی کتابیں دیکھنے ان کے وعظ سے دور رہے کیونکہ اسی مضبوطی کو شیطان کے انکار پر موقوف رکھا گیا سانپ اور چور سے اس لئے بچو کہ وہ جان و مال کے دشمن ہیں' بے دین کی صحبت سے اس لئے بچو کہ وہ ایمان کے دشمن ہیں رب فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ٩۔ تو مسلموں کو کفر سے نکال کر گمراہی سے توبہ کرنے والوں کو گمراہی سے نکال کر دائمی صالحین کو کفر و گمراہی سے بچا کر' لہٰذا یہ آیت سب کو عام ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں' اللہ کا والی ہونا اس طرح ہے کہ وہ خود مومنوں کا والی ہے' اور اس کے انبیاء اولیاء بھی ان کے والی' رب فرماتا ہے انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا لہٰذا اس آیت سے نبی ولی کی مدد کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ حضور کے بارے میں فرماتا ہے لتخرج الناس من الظلمت الی النور تا کہ لوگوں کو آپ نکالیں تاریکی سے روشنی کی طرف ١٠۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں بعض کفار بعض کفار کے مددگار ہیں' لیکن آخرت میں مددگار نہ رہیں گے' لہٰذا یہ آیت اس آیت کے خلاف نہیں وما للظلمین من انصار بخلاف مومن کے کہ اللہ رسول اور نیک بندے ان کے دنیا و آخرت میں والی وارث ہیں کہ یہ حضرات مسلمانوں کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ بخشے گا ١١۔ یہاں نور سے مراد وہ دینی فطرت ہے جس پر ہر بچہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ کافر پہلے مومن تھا ہی نہیں۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ شیطان نے اسے اسلام سے نکال کر کفر

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرٰهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتٰهُ

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر کہ

اللّٰهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَ

اللہ نے اسے بادشاہی دی جبکہ ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور

يُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرٰهِيمُ فَإِنَّ

مارتا ہے بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں ٢ ابراہیم نے فرمایا تو

اللّٰهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ

اللہ سورج کو لاتا ہے پورب سے تو اس کو پچھم سے لے آ ٣

الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

تو ہوش اڑ گئے کافر کے ٤ اور اللہ راہ نہیں دکھاتا

الظّٰلِمِينَ ﴿٢٥٨﴾ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَهِيَ

ظالموں کو یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر ۵ اور وہ

خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوشِهَا قَالَ أَنّٰى يُحْيِي هٰذِهِ اللّٰهُ

ڈھی پڑی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیونکر جلائے گا ٦ اللہ

بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ

اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس ٧ پھر زندہ کر دیا

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا

قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلٰى طَعَامِكَ وَ

یا کچھ کم فرمایا نہیں بلکہ تجھے سو برس گزر گئے ۸ اور اپنے کھانے اور

شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ إِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ

پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں ۹

(بقیہ صفحہ ٦٦) میں داخل کر دیا یا یہ آیت مرتدین کے متعلق ہے ١٣۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ والا ہونا دوزخ میں ہمیشہ رہنا کفار کے لئے خاص ہے۔ مسلمان اگرچہ کتنا ہی گناہگار ہو مگر وہ دوزخ والا نہیں گھر والا اور ہے مہمان اور۔

١۔ اس سے مراد نمرود ابن کنعان بادشاہ ہے جو تمام روئے زمین کا بادشاہ تھا۔ آپ کے زمانہ میں تھا' آپ نے اسے توحید و رسالت کی تبلیغ فرمائی تب اس نے یہ کج بحثی کی اور غالبا" یہ بحث آگ میں ڈالنے کے بعد کی ہے واللہ اعلم۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے مناظرہ کرنا سنت انبیاء ہے ٢۔ یہ کہہ کر اس نے دو قیدی بلائے ایک کو اقتل کر دیا۔ دوسرے کو چھوڑ دیا اور بولا کہ اسے میں نے زندہ کر دیا۔ اسے مار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقابل کی کج بحثی پر طول نہ ہونا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مقابل ایک دلیل سے نہ سمجھے تو دوسری دلیل پیش کی جاوے ٣۔ یہ حکم اس مردود کا عجز دکھانے کے لئے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جھوٹے مدعی نبوت سے اس لئے معجزہ طلب کرنا کہ اس کا جھوٹ ظاہر ہو جائز ہے۔ اور اگر اس کی نبوت کا احتمال رکھتے ہوئے معجزہ مانگا تو کافر ہو گیا ٤۔ خیال رہے کہ نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے یہ نہ کہا کہ آپ رب سے کہو کہ وہ سورج کو مغرب کی طرف سے نکالے اس لئے کہ وہ قرائن سے سمجھ چکا تھا کہ حضرت ابراہیم کی دعا سے ابھی سورج ڈوب کر مغرب کی طرف سے نکلے گا اور میری خدائی کر کری ہو جائے گی' کیونکہ وہ آگ گلزار ہونے کا واقعہ دیکھ چکا تھا (روح المعانی) حضور نے سورج مغرب کی طرف سے نکال کر دکھا دیا۔ جو والد نے فرمایا تھا۔ ان کے فرزند نے کر دکھایا ۵۔ یہ واقعہ عزیر علیہ السلام کا ہے۔ بستی سے مراد بیت المقدس ہے۔ جبکہ اسے بخت نصر بادشاہ نے برباد کر دیا تھا۔ اور عزیر علیہ السلام دراز گوش پر سوار ہو کر وہاں سے گزرے۔ آپ کے ساتھ ایک برتن میں انگور کا رس اور کچھ کھجوریں تھیں۔ تمام شہر میں پھرے کوئی آدمی نہ دیکھا۔ تب آپ نے یہ فرمایا اور دراز گوش سے اتر کر سو گئے۔ جان قبض کر لی گئی ٦۔ یا تو اس میں زندہ کرنے کی کیفیت و نوعیت کا سوال ہے یا یہ تعجب کے لئے ہے غرضیکہ انکار کے لئے نہیں۔ کیونکہ قیامت کا ماننا ایمان کا رکن ہے ٧۔ یہ اس لئے فرمایا کہ رب نے ان کی توجہ اس حالت میں دنیا سے ہٹا دی تھی۔ ورنہ انبیاء کرام اور صالحین بعد وفات دنیا سے خبردار رہتے ہیں اور تصرف کرتے ہیں' اسی لئے موسیٰ علیہ السلام حضور کے حجۃ الوداع میں شریک ہوئے اور سارے نبی معراج کی رات حضور کے مقتدی بنے۔ قبرستان میں سلام کیا جاتا ہے ۸۔ عزیر علیہ السلام کو اس موقعہ پر وفات کی حالت میں اس دنیا سے ایسے بے توجہ کر دیا گیا جیسے کہ تعریس کی رات میں اللہ نے حضور کو بے توجہ فرما دیا اور نماز فجر قضا ہو گئی۔ ورنہ آپ کو نیند میں غفلت نہیں ہوتی تھی۔ اسی لئے نیند سے آپ کا وضو نہ ٹوٹتا تھا ۹۔ یعنی کھانا پانی جلد خراب ہونے والی چیز ہے وہ تو خراب نہ ہوئی اور مردے کا جسم جو کچھ دیر میں بگڑتا ہے۔ وہ خراب ہو گیا اور ہڈیاں بھی سفید پڑ گئیں۔

۱۔ اس طرح کہ آپ کے دیکھتے دیکھتے گدھے کے سارے اجزا جمع ہو گئے جسم پر کھال بال چڑھے اور زندہ ہو کر رینگنے لگا پھر آپ اس گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلہ میں تشریف لے گئے' اندازے سے اپنا مکان معلوم فرما کر دروازے پر آواز دی کہا' عزیر کا یہی گھر ہے' ایک بوڑھی اندھی اپاہج عورت وہاں تھی آپ کا نام سن کر بہت روئی اور بولی کہ آج سو برس کے بعد کون عزیر کا نام لے رہا ہے وہ تو سو برس سے لاپتہ ہیں' یہ آپ کی لونڈی تھی آپ نے فرمایا کہ میں ہی عزیر ہوں' سو سال مردہ رہ کر زندہ ہوا ہوں اس نے عرض کی کہ میری روشنی نگاہ کے لئے دعا فرمائیں' آپ نے دعا فرمائی آنکھیں کھل گئیں اور آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھ رب کے حکم سے۔ اس کے ہاتھ پاؤں درست ہو گئے اور اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا۔ پھر وہ عورت اس جگہ پہنچی جہاں لوگوں کا اجتماع تھا۔ اس مجمع میں آپ کا بیٹا بھی موجود تھا۔ جس کی عمر ایک سو اٹھارہ برس تھی اور پوتا بھی۔ بڑھیا نے لوگوں سے کہا کہ عزیر زندہ ہو کر آگئے ہیں' دیکھو میں ان کی دعا سے تندرست ہو گئی ہوں تب لوگوں نے یقین کیا اور آپ کی علامت دیکھ کر پہچان لیا۔ اسی وجہ سے آپ کو یہود خدا کا بیٹا کہتے ہیں ۲۔ یعنی اب خوب جانتا ہوں کیونکہ پہلے یقین تھا اور اب عین الیقین ہو گیا' یعنی پہلے سن کر جانتا تھا اب دیکھ کر معلوم کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا ایمان کبھی باشہادۃ بھی ہوتا ہے لہٰذا وہ امتی سے زیادہ یقین والے ہوتے ہیں' ہمارے حضور نے معراج میں رب اور جنت دوزخ سب ہی غیبی چیزوں کا مشاہدہ فرما لیا آپ کا ایمان باشہادۃ ہوا ۳۔ لطیفہ۔ قرآنی معمہ بتاؤ وہ کون بزرگ ہیں جو خود چالیس سال کے اور بیٹا ایک سو چالیس کا اور پوتا نوے برس کا وہ حضرت عزیر ہیں کیونکہ آپ جو سو برس تک وفات یافتہ رہے' جب فوت ہوئے تو چالیس سال کے تھے جب اٹھے تو آپ کی عمر وہی تھی۔ سبحان اللہ ۴۔ ابراہیم علیہ السلام ایک دفعہ سمندر کے کنارہ سے گزرے ملاحظہ فرمایا کہ وہاں ایک نعش پڑی ہوئی ہے' جب سمندر کا پانی چڑھتا ہے تو اس کا گوشت مچھلیاں کھاتی ہیں' جب پانی اترتا ہے تو جنگلی جانور اور چیل کوے کھاتے ہیں یہ ملاحظہ فرما کر آپ کو شوق ہوا کہ مردہ زندہ ہونے کا نظارہ دیکھیں' تب آپ نے رب سے عرض کی ۵۔ یعنی علم الیقین سے ترقی کر کے میں عین الیقین حاصل کر لوں یعنی کمال سے اعلیٰ کمال کی طرف منتقل ہو جاؤں ۶۔ تاکہ تمہیں ان کی پہچان ہو جائے اور ان کے زندہ ہونے پر معلوم کر لو یہ وہی ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ کبھی بے جان جانوروں کو بھی پکارنا جائز ہے فیض دینے کے لئے' تو گزشتہ نبیوں ولیوں کو پکارنا بھی جائز ہے فیض لینے کے لئے ۸۔ چنانچہ آپ نے مور' مرغ' کبوتر' کوا پالا پھر انہیں ذبح کر کے قیمہ بنایا ان کے اجزا ایک دوسرے سے ملائے اور چار پہاڑوں پر رکھ دیئے ان کے سر اپنے پاس رکھے پھر انہیں آواز دی ان کے اجزاء بحکم الٰہی اڑے اور ایک دوسرے سے ممتاز ہوئے۔ ہوا میں ان کے اجسام تیار ہوئے اور پھر اپنے سروں سے مل کر زندہ ہو گئے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندے جب کسی بات پر ضد کریں تو رب ان کی ضد پوری فرماتا ہے دوسرے یہ کہ ہمارے ایمان کے لئے ایمان بالغیب شرط ہے مگر انبیاء کرام کا ایمان باشہادۃ بھی ہوتا ہے ۱۰۔ خواہ نفلی صدقہ کرے یا واجب اس میں ایصال ثواب کے لئے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ بھی داخل ہے لہٰذا تیجہ چالیسواں سب ہی شامل ہیں (خزائن العرفان) ۱۱۔ اگانے والا رب تعالیٰ ہے مگر یہاں دانہ کی طرف اس کی نسبت کر دی گئی معلوم ہوا کہ سبب کی طرف فعل کی نسبت جائز ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت عثمان غنی کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک کے

اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا

اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان

ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ

دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا تو بولا میں خوب جانتا ہوں ٢

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ

کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے ٣ اور جب عرض کی ابراہیم نے ٤ اے رب

اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَ لَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ

میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی

بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے ٥ فرمایا تو اچھا چار پرندے

مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ

لے کر اپنے ساتھ ہلا لے ٦ پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر

جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا ؕ

رکھ دے پھر انہیں بلا ٧ وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ٨

وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِیْنَ

اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ٩ ان کی کہاوت جو

یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ١٠ اس دانہ کی طرح

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ

جس نے اوگائیں سات بالیں ١١ ہر بال میں سو دانے

وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۱﴾

اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے ١٢ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

ع ۳۵

(بقیہ صفحہ ۶۸) موقعہ پر ایک ہزار اونٹ مع سامان چندہ میں دیئے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال یکساں ہوتے ہیں مگر ثواب میں فرق یا اس لئے کہ اخلاص اور حسن نیت میں فرق ہوتا ہے یا اس لئے کہ مقبول بارگاہ کا تھوڑا عمل زیادہ ثواب کا باعث ہے حضور فرماتے ہیں کہ میرا صحابی ایک صاع جو خیرات کرے اور تم پہاڑ بھر سونا تو اس کے جو تمہارے سونے سے زیادہ ثواب کا باعث ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ
وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱ پھر
لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًىۙ لَّهُمْ
دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ۲ ان کا
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ
نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو اور
لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (۲۶۲) قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ
نہ کچھ غم ۳ اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا ۴
خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًىؕ وَ اللّٰهُ غَنِیٌّ
اس خیرات سے بہتر ہے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ بے پروا
حَلِیْمٌ (۲۶۳) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ
حلم والا ہے ۵ اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر
بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ
اور ایذا دے کر ۶ اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے
النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ فَمَثَلُهٗ
خرچ کرے ۷ اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت
كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ
ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے ۸ اب اس پر زور کا پانی پڑا
فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا
جس نے اسے نرا پتھر کر چھوڑا ۹ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ
كَسَبُوْاؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (۲۶۴)
پائیں گے ۱۰ اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا ۱۱

۱۔ یعنی جو لوگ اپنے ہر مال میں سے ہر وقت ہر کار خیر میں ہر قسم کا خرچ کرتے رہتے ہیں جیسا کہ ینفقون اور اموالھم سے عموم وقت و عموم حال معلوم ہوا۔ ۲۔ احسان رکھنا یہ ہے کہ دوسروں کے سامنے اس کا ذکر کریں۔ اور فقیر کو رسوا کریں۔ اور تکلیف دینا یہ ہے کہ اسے طعنہ دیں۔ ان سے صدقات کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ بلکہ مسلمان کو ایذا دینے کا عذاب لازم ہو جاتا ہے ۳۔ یا اس سے روز قیامت کا رنج و غم مراد ہے کہ مومنین اس سے آزاد ہوں گے۔ رب فرماتا ہے لا یحزنهم الفزع الاکبر یا دنیا میں وہ رنج و غم مراد ہیں جو رب سے حجاب بن جائیں ورنہ خدا کا خوف عین ایمان ہے نیز سانپ بچھو دشمن سے اندیشہ اس کے خلاف نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عصا کے سانپ بن جانے پر خوف ہوا اور فرعون کے متعلق جناب باری میں عرض کیا۔ قالا ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی اس سے معلوم ہوا کہ صالح مومن ولی اللہ ہوتا ہے۔ کیونکہ یہی صفات اولیاء کے قرآن نے بیان فرمائے ہیں ۴۔ یعنی فقیر کو نرمی سے منع کر دینا۔ اور اگر وہ اس منع کرنے پر نازیبا الفاظ کہے تو اس کو درگزر کر دینا اس دینے سے بہتر ہے جس کے بعد فقیر کو ستایا جاوے یا بدنام کیا جاوے۔ کیونکہ مال دینے میں فقیر کے قالب کو راحت دینا ہے اور قول معروف سے اس کے دل کی پرورش ہے' ۵۔ یعنی رب تعالیٰ غنی ہو کر بھی حلیم ہے کہ بندوں کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ تو تم بھی فقراء اور اپنے ماتحتوں کی خطاؤں سے درگزر کیا کرو۔ حلم سنت الہیہ ہے۔ سبحان اللہ! کیسے پاکیزہ اخلاق کی کیسی نفیس تعلیم ہے ۶۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ اگر صدقہ ظاہر کرنے سے فقیر کی بدنامی ہو تو صدقہ اسے چھپا کر دو کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ ایسی صورت میں صدقہ کو ظاہر کرنا اذیٰ میں داخل ہے ۷۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو علم دین سکھایا تو اس کے جزا کی بھی بندے سے امید نہ رکھے نہ اسے طعنے دے کیونکہ یہ بھی علمی صدقہ ہے ۸۔ یہ منافقوں کے صدقات کا حال ہے کہ وہ رب کے لئے نہیں بلکہ دکھلاوے کے لئے خیرات کرتے ہیں' پھر طعنے وغیرہ دے کر سب ضائع کر لیتے ہیں خیال رہے کہ علانیہ صدقہ دینا اگر ریا کے لئے ہے تو برا ہے اگر لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے ہے تو اچھا ہے رب فرماتا ہے' ان تبدوا الصدقت فنعما ھی ۹۔ منافق کا دل گویا پتھر کی چٹان ہے' اس کی عبادات خصوصاً صدقات و ریا کی خیراتیں گویا وہ گرد و غبار ہیں جو چٹان پر پڑ گئیں۔ جن میں تخم کی کاشت نہیں ہو سکتی' رب تعالیٰ کا ان سب کو رد فرما دینا گویا وہ پانی ہے جو سب مٹی بہا کر لے گیا۔ پتھر کو ویسا ہی کر گیا لہٰذا یہ مثال بہت موزوں ہے۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ ظاہر عبادات کی پائیداری اخلاص اور نیت کی درستی سے ہے۔ جس قدر اخلاص زیادہ اس قدر عمل کا پھل اور اس کی مضبوطی زیادہ۔ ۱۱۔ یعنی کافر کو نیک اعمال کی راہ نہیں ملتی کیونکہ یہ نیکی ایمان سے قبول ہوتی ہے اگر اسے نیکی کی راہ ملتی تو کفر سے توبہ کر کے نیکی کرتا۔ یا یہ معنی ہیں کہ جو علم الٰہی میں کافر ہیں گے انہیں ایمان کی توفیق نہیں ملے گی ورنہ لاکھوں کافر ایمان لے آئے اور ان کا ایمان قبول ہوا۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں لہ خرچ کرتے ہیں

اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ

اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے ۲ جو بھوڑ پر ہو

اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ

اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا پھر اگر

لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

زور کا مینہ اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے ۳ اور اللہ تمہارے کام دیکھ

بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ

رہا ہے ۴ کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو

مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

کھجوروں اور انگوروں کا ۵ جس کے نیچے ندیاں بہتیں

الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ

اس کے لئے اس میں ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا

الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ

اور اس کے ناتواں بچے ہیں ۶ تو آیا اس پر ایک بگولا

فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

جس میں آگ تھی تو جل گیا ۷ ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ ۸ اے ایمان والو

اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ

اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو ۹ اور اس

۱۔ اموال جمع فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ مومن اپنے ہر مال میں سے ہر کار خیر میں خرچ کرے صرف زکوٰۃ پر ہی قناعت نہ کرے۔ کپڑا، کھانا، پیسہ، بلکہ زمین جائیداد میں سے اللہ کی راہ میں دے، اس انفاق میں محفل میلاد شریف اور فاتحہ بزرگان بھی داخل ہے۔ کہ یہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ اور اعمال کا ثواب نیت اور اخلاص کے مطابق ملتا ہے اسی لئے ہمارا پہاڑ بھر سونا خیرات کرنا صحابہ کے سوا سیر جو کی خیرات کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم کو ان کا سا اخلاص نصیب نہیں اسی طرح کسی مقبول ربانی فقیر کو صدقہ دینا فاسق فقیر کو صدقہ دینے سے افضل ہے۔ جیسی زمین ویسا ہی بیج کی پیداوار صدقہ تخم ہے اور فقیر زمین ۳۔ یعنی جیسے بلند اور اچھی زمین میں کھیتی ضرور ہوتی ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ ایسے ہی مومن کے صدقہ کا ثواب ضرور ملتا ہے، خواہ صدقہ معمولی ہو یا زیادہ۔ وہاں دل کی کیفیت دیکھی جاتی ہے نہ کہ فقط مال کی مقدار ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے طاقتور زمین میں تخم اچھا اُگتا ہے ایسے ہی بعض زمینوں میں نیکیاں پھلتی پھولتی ہیں۔ جیسے کہ مسجد نبوی میں ایک نیکی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے ۵۔ یہ باطل صدقہ کی نفیس مثال ہے۔ جیسے اگر کسی کا لہلہاتا باغ اس کے بڑھاپے میں اجڑ جائے تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی باطل اور ریاکار کے صدقہ قیامت میں اس کے کام نہ آویں گے جب اسے سخت ضرورت ہو گی ۶۔ یعنی اسے مال کی ضرورت زیادہ اور کمانے کی طاقت نہ رہے ایسے ہی قیامت میں نیک اعمال کے ثواب کی ضرورت ہو گی، اور اب نیکیاں کرنے کی طاقت نہ ہو گی۔ خیال رہے کہ مومن قبر میں بھی نماز اور تلاوت قرآن کرتا ہے مگر ان پر ثواب نہیں ملتا۔ ثواب زندگی کے اعمال کا ہے۔ اسی لئے زندے لوگ مردوں کو ثواب بخشتے ہیں کہ اب مردے ثواب کے کام خود نہیں کر سکتے ۷۔ اس مثال سے یہ سمجھایا گیا کہ اولاً" تو نیکی ریا کے لئے نہ کرو۔ پھر نیکی کے بعد اب کوئی گناہ ایسا نہ کرو جس سے نیکی برباد ہو جائے۔ ورنہ قیامت میں ایسے پچھتاؤ گے۔ جیسے یہ باغ والا ایسے نازک وقت میں باغ جل جانے سے پچھتاتا ہے، خیال رہے کہ جیسے بعض نیکیوں سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی بعض گناہوں سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں، رب فرماتا ہے۔ ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون ۸۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کسب کرنا تجارت نوکری اور تمام حلال پیشے کرنا چاہئیں۔ بے کار رہنا برا ہے، دوسرے یہ کہ اپنی کمائی سے خیرات کرنا بہتر ہے۔ تیسرے یہ کہ جو اپنا پسندیدہ مال ہو اس میں سے خیرات کرے، چوتھے یہ کہ مال حلال سے خیرات دے۔ پانچویں یہ کہ سارا مال خیرات نہ کرے بلکہ کچھ اپنے خرچ کے لئے بھی رکھے۔ جیسا کہ مما سے معلوم ہوا۔ چھٹے یہ کہ صرف زکوٰۃ دینے پر ہی قناعت نہ کرے بلکہ اور صدقہ نفلی بھی دیتا رہے۔ جیسا کہ انفقوا کے اطلاق سے معلوم ہوا۔

اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۪ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ

میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ

مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ

کرو کہ دو تو اسمیں سے اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس

تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾

میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ

شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا اور حکم دیتا ہے بے حیائی کا

وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ

اور اللہ تم سے وعدہ فرماتا ہے بخشش اور فضل کا اور اللہ

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾ ۖ يُّؤْتِى الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ

وسعت والا علم والا ہے اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور

مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِىَ خَيْرًا كَثِيْرًا ؕ

جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے اور تم جو خرچ کرو

مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

یا منت مانو اللہ کو اس کی

يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ

خبر ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں اگر

تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا

خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر

۱۔ یہ آیت امام اعظم قدس سرہ کی دلیل ہے اس سے معلوم ہوا کہ زمین کی ہر پیداوار میں زکوٰۃ واجب ہے تھوڑی ہو یا زیادہ اس کا پھل سال بھر تک رہے یا نہ رہے کیونکہ یہاں ما عام ہے' اس کی تائید ان روایات سے ہے 'جن میں فرمایا گیا کہ جس زمین کو بارش سے سیراب کیا گیا اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ اور جس کو کنوئیں سے سیراب کیا گیا اس میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے' جس روایت میں ہے کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں۔ اس سے مراد تجارتی زکوٰۃ ہے نہ کہ پیداوار کی زکوٰۃ کیونکہ اس زمانہ میں ایک وسق چالیس درہم کا تھا تو پانچ وسق دو سو درہم کے ہوئے اور یہ ہی تجارتی زکوٰۃ کا نصاب ہے ۲۔ شان نزول۔ بعض لوگ اللہ کے نام پر ردی کھجوریں صدقہ دیتے تھے۔ ان کے متعلق یہ آیت اتری۔ یعنی جب تم رب سے بڑا اچھی چاہتے ہو تو اس کی راہ میں مال بھی اعلیٰ درجے کا اپنا پسندیدہ خرچ کرو ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک کام میں خرچ کرنے میں فقیری کا خوف اور برے کاموں میں دلیری سے خرچ کرنا شیطانی وسوسہ ہے۔ رب محفوظ رکھے جو لوگ شادی بیاہ میں برے مراسم میں پیسہ خرچ کرنے کا مشورہ دیں۔ اور صدقات سے روکیں وہ شیطان ہیں۔ ان کے مشورہ سے کوسوں دور بھاگنا چاہیے۔ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بفضلہ تعالیٰ خیرات سے کبھی مال نہیں گھٹتا بلکہ بڑھتا ہے۔ آفات بھی دور ہوتے ہیں۔ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ میں اسی طرف اشارہ ہے ۵۔ حکمت سے مراد علم دینی ہے۔ یعنی کتاب و سنت کا علم۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مال کے صدقہ سے علم کا صدقہ افضل ہے کہ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ دوسرے یہ کہ علم دین فقط کتابیں پڑھنے سے نہیں آتا بلکہ رب کے فضل سے آتا ہے محض قرآن و حدیث پڑھنے سے ہدایت نہیں ملتی جب تک کہ رب کی مہربانی نہ ہو۔ جیسے ریڈیو کی چٹی سے وہاں کی آواز آتی ہے جہاں کی سوئی لگا دی جائے۔ ایسے ہی قرآن و حدیث کا پڑھانے والا اگر بے دین ہے' تو قرآن سے کفر سکھائے گا ۶۔ معلوم ہوا کہ علم دین تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہے' مال' عبادت' سلطنت سے اعلیٰ علم ہے چونکہ حضور سب سے بڑے نبی لہٰذا حضور سب نبیوں سے بڑے عالم ہیں آدم علیہ السلام کو رب نے تمام چیزوں کا علم دیا تو یقیناً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بھی زیادہ علم عطا فرمایا۔ سرکار خود فرماتے ہیں فَتَجَلّٰى لِىْ كُلُّ شَىْءٍ وَعَرَفْتُ علم کا صدقہ سب سے بہتر ہے ۷۔ شرعی نذر صرف اللہ ہی کے لئے ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں غیر لازم عبادت کو لازم کر لینا۔ ہاں اس نذر کا مصرف اولیاء اللہ کے غریب مجاور بھی ہو سکتے ہیں۔ لغوی نذر بمعنی نذرانہ مخلوق کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے ایک لونڈی نے نذر مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ حضور کو جنگ احد سے سلامت لائے تو میں دف بجاؤں گی۔ یہ نذر لغوی ہے۔ نذر شرعی کا پورا کرنا فرض ہے نذر لغوی کا پورا کرنا بہتر ہے کہ وعدہ پورا کرنا چاہیے ۸۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے دنیا و آخرت میں رب نے بہت مددگار مقرر فرمائے۔ رب فرماتا ہے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الخ بے یار و مددگار ہونا کفار کے لئے عذاب ہے۔ ۹۔ خیال رہے کہ فرض صدقہ ظاہر کر کے دینا افضل ہے تاکہ اس پر بخل کا الزام نہ لگے اور نفلی صدقہ چھپا کر دینا افضل مگر چندہ کے موقعہ پر اس نیت سے ظاہر کر کے دینا تاکہ اور بھی دیں جائز بلکہ بہتر ہے' اگر صدقہ ظاہر کر کے دینا بالکل منع ہوتا تو صحابہ کرام کے خصوصاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صدقات روایات میں نہ آتے۔

وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ

فقیروں کو دو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ

مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾

گناہ گھٹیں گے ۱ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ۲ ہاں اللہ راہ دیتا ہے

يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا

جسے چاہتا ہے ۳ اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے ۴

تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ

اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر اللہ کی مرضی چاہنے کے لئے ۵ اور جو مال دو

خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ لِلْفُقَرَآءِ

تمہیں پورا ملے گا اور نقصان نہ دیئے جاؤ گے ۶ ان فقیروں

الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

کے لئے ۷ جو راہ خدا میں روکے گئے ۸ زمین میں چل

ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ؗ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ

نہیں سکتے ۹ نادان انہیں تونگر سمجھے

مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ

بچنے کے سبب تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا ۱۰ لوگوں سے سوال

النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے ۱۱ اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے

بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ

جانتا ہے وہ جو اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں

۱۔ صدقات سے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں' آفات دور ہوتی ہیں اسی لئے یہاں کچھ گناہ فرمایا۔ ۲۔ یعنی آپ ان کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں اور نہ آپ سے یہ سوال ہو گا کہ یہ لوگ ایمان کیوں نہ لائے' اس سے معلوم ہوا کہ ہم سب حضور کے محتاج ہیں۔ حضور ہم سے غنی ہمارے ایمان لانے سے حضور کی شان بڑھتی نہیں۔ کافر رہنے سے آپ کی شان میں فرق نہیں آتا جیسے سورج کہ اسے کوئی نور مانے یا نہ مانے وہ روشن ہے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کی مشیت سے ملتی ہے صرف محبت سے نہیں ملتی کیونکہ اللہ کو ہر بندے سے ربوبیت کی محبت ہے ورنہ اس کے لئے روزی نہ اتارتا۔ ان میں نبی نہ بھیجتا' مگر اس محبت سے سب کو ایمان و ہدایت نہ ملی' معلوم ہوا کہ محبت اور ہے اور مشیت کچھ اور ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہمیشہ اللہ کی راہ میں حلال اور اعلیٰ چیز دے جیسا کہ من خیر سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ فقیر پر احسان نہ دھرے کیونکہ خیرات اپنے لئے دی ہے ۵۔ خیال رہے کہ بزرگوں کے نام پر جو خیرات کی جاتی ہے وہ خیرات تو اللہ کی رضا کے لئے ہوتی ہے ثواب اس بزرگ کو جیسے حضرت سعد نے کنواں کھدوا کر فرمایا تھا کہ یہ ام سعد کے لئے ہے لہٰذا گیارہویں شریف وغیرہ اس آیت کے خلاف نہیں ۶۔ یعنی تمہارے نیک اعمال کی جزا میں کمی نہیں کی جاوے گی پوری جزا ضرور ملے گی لہٰذا اس آیت میں زیادتی کی نفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کی نیکیوں سے کہیں زیادہ جزا دے گا فرماتا ہے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ الخ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۷۔ واجب صدقہ فقیر کو ہی دیں گے نہ کہ امیر کو۔ نفلی صدقہ فقیر کو دینا بہتر ہے صدقہ جاریہ میں سب برابر ہیں' جیسے کنوئیں کا پانی قبرستان مسجد وغیرہ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بمقابلہ بھکاری کے اس فقیر کو دینا افضل ہے جو مانگنے سے شرمائے۔ ۸۔ اس میں غریب طلبا' علماء بھی داخل ہیں کیونکہ یہ بھی اللہ کی راہ میں رکے ہوئے ہیں کما نہیں سکتے۔ ۹۔ چل نہ سکنے کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ طلب معاش کے لئے سفر میں رہیں تو دینی خدمات بند ہو جائیں اس سے معلوم ہوا کہ ایسے طلبا' علماء جنہوں نے اپنے آپ کو خدمت دینی کے لئے وقف کر دیا ہو ان کا خرچہ مسلمانوں کے ذمے ہیں جیسے اصحاب صفہ تھے کہ اگر یہ لوگ کمائی میں لگ جائیں تو دینی کام بند ہو جائیں' اس ہی لئے امامت' تعلیم علم دین پر اجرت لینا جائز ہے' حضرت عثمان کے سوا تمام خلفا راشدین نے خلافت پر تنخواہ لی۔ حالانکہ خلافت بھی دینی خدمت ہے ۱۰۔ یعنی ان کے اترے ہوئے چہرے' پھٹے لباس' رنگ زرد ان کے فقر و فاقہ کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ چیزیں ان کے اختیار میں نہیں بے اختیار ظاہر ہوتی ہیں ۱۱۔ یہ ترجمہ نہایت ہی نفیس ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہاں سوال ہی کی نفی ہے نہ کہ گڑگڑانے کی۔ جیسا کہ اوپر والی آیت سے ظاہر ہوا۔

ربع ۵ ۴

۱۔ شان نزول۔ یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ چھپا کر بھی کرے اور علانیہ بھی بلکہ صدقہ فرض علانیہ کرے اور صدقہ نفل چھپا کر جیسے پنج گانہ اور جمعہ، عیدین کی نماز علانیہ پڑھے۔ تہجد خفیہ ادا کرے، خیال رہے کہ صدیق اکبر نے چالیس ہزار اشرفیاں چار طرح خیرات کیں۔ دس ہزار دن میں اور اتنی ہی رات میں اتنی ہی چھپا کر اتنی ہی علانیہ ۲۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر بڑے اجر کے مستحق ہیں۔ ان کے اعمال بڑے مقبول ہیں وہ اللہ کے ولی ہیں۔ دنیا و آخرت کے رنج و غم سے آزاد ہیں، ان کا لقب عتیق ہے ۳۔ سود خوار ظاہر میں انسان حقیقت میں شیطان ہے کہ اسے غریب پر رحم نہیں آتا، اسے برباد کر کے اپنے کو بناتا ہے لہٰذا اسی شکل میں قیامت میں ہوگا ۴۔ یعنی سود خوار قیامت میں ایسے مخبوط الحواس ہوں گے اور ایسے گرتے پڑتے کھڑے ہوں گے، جیسے دنیا میں وہ شخص جس پر بھوت سوار ہو کیونکہ سود خوار دنیا میں لوگوں کے لئے بھوت بنا ہوا تھا۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ آسیب حق ہے اور وہ انسان کو دیوانہ بنا دیتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خدائی کاموں کو بندوں کی طرف نسبت کر سکتے ہیں کیونکہ دیوانہ کرنا، بیمار کرنا رب کا کام ہے۔ مگر یہاں جن کی طرف نسبت کیا گیا ۶۔ یہ لوگ سود کو اس قدر حلال و طیب جانتے تھے۔ کہ تجارت کو سود سے تشبیہ دیتے تھے ۷۔ قرض پر جو نفع لیا جائے وہ سود ہے، ایسے ہی متحد الجنس کو زیادتی سے فروخت کیا جائے وہ سود ہے۔ جیسے سیر گندم سوا سیر کے عوض بیچنا۔ سود کی بہت سی صورتیں ہیں جو فقہ میں مذکور ہیں۔ ہماری تفسیر نعیمی میں اس کا مطالعہ کرو ۸۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ جو شخص حرمت سود کے بعد بھی سود لیتا رہا وہ گزشتہ لئے ہوئے سود کا بھی مجرم ہوگا۔ حلت سود کے زمانے کا سود اس کے لئے قابل معافی ہوگا جو اب سود سے باز آ جاوے ۹۔ جب چاہے جو چاہے جس پر چاہے حرام فرما دے اس پر اعتراض نہیں ہاں اس کے احکام کی حکمتیں سوچنا منع نہیں بلکہ ثواب ہے ۱۰۔ اگر سود کو حلال جان کر لیا تو کافر ہوا۔ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اور اگر حرام جان کر لیا تو فاسق ہوا۔ بہت عرصہ دوزخ میں رہے گا ۱۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے سود میں برکت نہیں یہ کافر کی غذا ہو سکتی ہے مومن کی نہیں گندگی کا کیڑا گندگی کھا کر جیتا ہے بلبل پھول کو۔ لہٰذا اپنے آپ کو کفار پر قیاس نہ کرو کافر سود لے کر ترقی کرے گا مومن زکوٰۃ دیکر دوسرے یہ کہ سود کے پیسہ سے زکوٰۃ خیرات قبول نہیں ہوتے۔ سود مٹانے کی یہ بھی ایک صورت ہے ۱۲۔ دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ دنیا میں برکت دے کر آخرت میں ایک کا سات سو یا اس سے بھی زیادہ عطا فرما کر ۱۳۔ معلوم ہوا کہ حرام کا مرتکب ناشکرا بھی ہے۔ گنہگار بھی اطاعت شکر ہے اور مطیع شکر گزار ہے۔

وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

اور دن میں چھپے اور ظاہر ان کے لئے ان کا نیگ ہے ان کے

رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٧٤﴾

رب کے پاس ان کو نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم ۲

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ

وہ جو سود کھاتے ہیں ۳ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا

الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ

ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر ۴ مخبوط بنا دیا ہو ۵ یہ اس لئے

بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ

کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے ۶ اور اللہ نے

اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ

حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود ۷ تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت

مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى

آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا ۸ اور اس کا کام خدا کے

اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

سپرد ہے ۹ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧٥﴾ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي

میں مدتوں رہیں گے ۱۰ اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو ۱۱ اور بڑھاتا ہے

الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿٢٧٦﴾

خیرات کو ۱۲ اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار ۱۳

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور

الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے

وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ يٰۤاَيُّهَا
اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ
والوں اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا

الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا
ہے سود اگر مسلمان ہو پھر اگر ایسا نہ کرو

فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ
تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو

فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا
تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں

تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى
نقصان ہو اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی

مَيْسَرَةٍ ۚ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تک اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے اگر

تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى
جانو اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف

اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ
پھرو گے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائیگی اور ان پر

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ
ظلم نہ ہوگا اے ایمان والو جب تم ایک مقرر مدت تک

ع ۳۸ / ۲

۱۔ معلوم ہوا کہ نماز پڑھنا کمال نہیں نماز قائم کرنا کمال ہے' نماز ہمیشہ پڑھنا' درست پڑھنا' دل لگا کر پڑھنا' نماز قائم کرنا ہے۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن پرہیز گار ولی اللہ ہے' کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے بھی فرمایا گیا اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور یہاں اس مومن کے لئے بھی یہی فرمایا گیا۔ ولایت عمل سے بھی حاصل ہوتی ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر مومن کو تقویٰ پرہیز گاری ضروری ہے' دوسرے یہ کہ تقویٰ ایمان کے بعد ہے' ایمان تقویٰ کے لئے ایسی شرط ہے جیسے وضو نماز کے لئے ۴۔ یعنی اگر سود حرام ہونے سے پہلے مقروض پر سود لازم ہو گیا تھا کچھ لے لیا تھا کچھ باقی تھا کہ یہ آیت سود کی حرمت کی نازل ہو گئی تو جو سود اس سے پہلے لے لیا تھا وہ واپس نہ کیا جاوے گا اور اب بقایا سود نہ لیا جائے گا۔ یہی حکم اس کافر کا بھی ہو گا۔ جس کا لوگوں پر سودی قرض تھا۔ اور اب وہ مسلمان ہو گیا۔ اس ہی طرح جو کافر مسلمان ہو اور اس کے نکاح میں چھ سات بیویاں ہوں تو اب اسلام لا کر چار سے زیادہ کو علیحدہ کرنے پڑے گا اس آیت سے اس کے قسم کے بہت سے مسائل مستنبط ہوں گے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ سودی کاروبار کفار کی علامت ہے مومن کی شان نہیں۔ کفار کی علامت اختیار کرنا حرام ہے اور کفر کی علامت اختیار کرنا کفر ہے جیسے زنار باندھنا۔ سر پر چوٹی رکھانا' صلیب کو سجدہ کرنا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دھوتی' لنگوٹی' ہیٹ وغیرہ مسلمان کو جائز نہیں۔ کہ فی زمانہ یہ کفار یا فساق کی علامت ہیں ۶۔ خیال رہے کہ دو گناہوں پر اعلان جنگ دیا گیا ہے' ایک سود لینے پر دوسرے ولی اللہ سے عداوت رکھنے پر' جیسا کہ حدیث میں ہے۔ معلوم ہوا کہ سود لینا سود دینے سے زیادہ سخت جرم ہے کہ سود دینے والے کو اعلان جنگ نہیں وہ جو حدیث میں ہے کہ دونوں برابر ہیں وہاں اصل گناہ میں برابری مراد ہے نہ کہ مقدار گناہ میں یہ بھی خیال رہے کہ کافر مومن سے سود نہیں لے سکتا اور اگر کافر' کافر سے سود لے تو حاکم اسے نہ روکے کہ کفار کو دینی آزادی ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ سود حرام ہونے سے پہلے جو سود لیا گیا وہ حلال تھا وہ رقم اصل قرض سے نہ کٹے گی بلکہ اب پورا قرض لینا جائز ہو گا ۸۔ مسئلہ قرض میں مدت معتبر نہیں' جب چاہے قرض خواہ مطالبہ کر لے۔ دین میں مدت کا اعتبار ہے کہ پہلے تقاضا نہیں کر سکتا' دست گردان قرض ہے اور تجارتی قرض دین کہلاتے ہیں۔ یہ آیت قرض و دین دونوں کو شامل ہے کہ تنگ دست مدیون یا مقروض کو مہلت دینا ثواب ہے۔ معلوم ہوا کہ مقروض کو معافی دینا صدقہ ہے' مگر اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی' اس کے لئے یہ صورت کرے کہ تنگ دست مقروض کو زکوٰۃ دے۔ قبضہ کے بعد اس سے اپنا قرض وصول کرے ۹۔ یعنی تم اپنے مجبور مقروض کو معافی دو تاکہ روز قیامت اللہ تمہیں بھی معافی دے' تم بھی اس کے مقروض ہو رحم کرو تاکہ رحم کئے جاؤ۔ اس سے بہت مسائل نکل سکتے ہیں ۱۰۔ یعنی نہ ان کی نیکیاں گھٹائی جاویں اور نہ گناہ زیادہ کئے جاویں۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں' کہ سب سے آخری یہی آیت کریمہ اتری جس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکیس دن یا نو دن یا سات دن دنیا میں تشریف فرما رہے۔

بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ

کسی دین کا لین دین کرو ۱ تو اسے لکھ لو ۲ اور چاہیے کہ تمہارے درمیان

بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ

کوئی لکھنے والا ٹھیک ٹھیک لکھے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے ۳ جیسا کہ اسے

كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ

اللہ نے سکھایا ہے ۴ تو اسے لکھ دینا چاہیئے اور جس بات پر حق آتا ہے وہ لکھاتا جائے ۵

الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ

اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے ۶ اور حق میں سے کچھ رکھ نہ چھوڑے

فَاِنْ كَانَ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا

پھر جس پر حق آتا ہے اگر بے عقل یا ناتوان ہو ۷

اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ

یا لکھا نہ سکے تو اس کا ولی انصاف سے

بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ

لکھائے اور دو گواہ کر لو اپنے مردوں میں سے ۸

فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ

پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں

تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰٮهُمَا

ایسے گواہ جن کو پسند کرو ۹ کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے

فَتُذَكِّرَ اِحْدٰٮهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا

تو اس ایک کو دوسری یاد دلادے ۱۰ اور گواہ جب بلائے جائیں تو آنے

مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْۤا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا

سے انکار نہ کریں ۱۱ اور اسے بھاری نہ جانو کہ دین چھوٹا ہو یا بڑا ۱۲

۱۔ دَین میں مدت مقررہ کا اعتبار ہے کہ وقت سے پہلے مطالبہ کرنے کا حق نہیں۔ قرض میں مدت معتبر نہیں پہلے بھی مطالبہ کر سکتا ہے ۲۔ یہ امر استحبابی ہے' امر بھی استحباب کے لئے بھی ہوتا ہے بعض مستحب بلکہ بعض جائز کام بھی ایسے قطعی ہوتے ہیں' جن کا انکار کفر ہے' جیسے قرض لکھ لینے کا مستحب ہونا اور رمضان کی راتوں میں بیوی سے صحبت جائز ہونا۔ رب فرماتا ہے اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ ۳۔ یعنی ضرور لکھ دے خواہ معاوضہ لے کر یا بغیر معاوضہ کہ کاتب کو دستاویز لکھنے پر اجرت لینا جائز ہے۔ رب فرماتا ہے وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ فتویٰ لکھنے پر اجرت بھی اسی میں داخل ہے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالم کے علم کا شکریہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے علم سے فیض پہنچا دے' ہر نعمت کا شکریہ علیحدہ ہے' جسے لکھنا آتا ہے وہ اپنی تحریر سے لوگوں کی حاجت نکالے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیع نامہ بائع لکھے کہ میں نے فروخت کر دیا۔ قرض میں مدیون لکھے کہ میں نے اتنا قرض لیا۔ کرایہ نامہ کرایہ دار لکھے کہ میں نے فلاں مکان اتنے کرایہ پر لیا۔ خریدار یا قرض دینے والا یا اجرت پر دینے والا نہ لکھے۔ جس پر حق ہو اسی کی طرف سے تحریر ہونی چاہیے ۶۔ یعنی تحریر میں صحیح واقعہ لکھوائے' قیمت یا مبیع اسی طرح قرض وغیرہ کی تحریر میں زیادتی کمی نہ کرے۔ اس کا بیان اگلے جملہ میں ہے وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا یہ حکم کاتب کو بھی ہے اور املاء بولنے والے کو بھی۔ سب کو خوف خدا چاہیے ۔ ۷۔ یہاں بے عقل سے مراد دیوانہ اور ناتواں سے مراد بچہ اور زیادہ بوڑھا ہے اور لا یستطیع سے مراد گونگا یا وہ شخص جس کی زبان اور ہو اور جہاں کتابت ہو رہی ہو وہاں کی زبان کچھ اور ہو۔ ان تینوں صورتوں میں دوسرا آدمی املا بولے ۸۔ اس اضافہ میں یہ بتایا گیا کہ مسلمان کے گواہ مسلمان ہوں۔ ہاں کافر کے گواہ کافر بھی ہو سکتے ہیں ۹۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ گواہ مسلمان بھی ہو سکتا ہے دوسرے یہ کہ متقی مسلمان گواہ ہوں فاسق نہ ہو' تیسرے یہ کہ صرف عورتیں گواہ نہیں بن سکتیں۔ مگر ان چیزوں میں جن کی اطلاع عورتوں کو ہی ہو سکتی ہے' جیسے بچہ جننا' باکرہ ہونا وغیرہ' چوتھے یہ کہ معاملات میں یا دو مرد گواہ ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں۔ زنا میں چار مرد ہی گواہ ہو سکتے ہیں۔ اس سے کم نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو گواہی میں جب شامل کرنا چاہیے جبکہ نرے مرد نہ ملتے ہوں ۱۰۔ کیونکہ قدرتی طور پر عورتوں کا حافظہ مردوں سے کم ہے' قوت ادا بھی ان کی کمزور ہے۔ اسی لئے امامت و بادشاہت' قضا' نبوت مردوں سے خاص ہیں۔ شرعاً عورت نماز کی امام نہیں ہو سکتی' اسی طرح عورت قاضی نہیں بن سکتی کہ اس پر پردہ ضروری ہے اور یہ کام پردہ میں نہیں ہو سکتے۔ بلقیس کا بادشاہ زمانہ ہونا زمانہ کفر میں تھا۔ سلیمان علیہ السلام پر ایمان لا کر آپ کی ماتحت رہی ۱۱۔ معلوم ہوا کہ حقوق کی گواہی دینا فرض ہے اس کو چھپانا حرام ہے۔ خیال رہے کہ گواہ کا خرچ مدعی کے ذمہ ہے رب فرماتا ہے وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ لہٰذا سفر خرچ مدعی ادا کرے گواہ گواہی پر اجرت نہیں لے سکتا کہ یہ فرض ہے ۱۲۔ یہ امر بھی استحبابی ہے اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ جھگڑے نہ واقع ہوں اور اگر وجوب کے لئے ہے تو منسوخ ہے۔

اِلٰۤى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ

اس کی میعاد تک لکھت کر لو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اس میں گواہی خوب ٹھیک

وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

رہے گی اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شبہ نہ پڑے مگر یہ کہ کوئی سردست کا سودا دست بدست

تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ

ہو تو اس کے نہ لکھنے کا تم پر گناہ نہیں لہ

وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ

اور جب خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لو اور نہ کسی لکھنے والے کو ضرر دیا جائے نہ گواہ کو

وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

(یا نہ لکھنے والا ضرر دے نہ گواہ) ۳ اور جو تم ایسا کرو تو یہ تمہارا فسق ہوگا ۴ اور اللہ سے ڈرو

وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ

اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اگر

عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ

تم سفر میں ہو ۵ اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا ۶

فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ

اور اگر تم میں ایک کو دوسرے پر اطمینان ہو ۷ تو وہ جسے اس نے امین سمجھا تھا

اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ

اپنی امانت ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ ۸

وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور جو گواہی چھپائے گا تو اندر سے اس کا دل گنہگار ہے ۹ اور اللہ تمہارے کاموں

عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ

کو جانتا ہے۔ اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۱۰ اور اگر

ع ۳۹

ا۔ اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ ادھار کے کاروبار نہ لکھنا گناہ ہے کیونکہ مفہوم مخالف سے مسئلہ شرعی ثابت نہیں ہوا کرتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہاں جناح سے مراد حرج اور مضائقہ ہو۔ یعنی نقدی لین دین میں چونکہ جھگڑے کا احتمال نہیں اس لئے نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ۲۔ اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ لکھنے والے اور گواہ کو نقصان نہ دیا جاوے اس طرح کہ لکھنے والے کی اجرت یا گواہ کا آمد و رفت کا کرایہ وغیرہ نہ دیا جاوے۔ ان کا وقت برباد کیا جاوے خیال رہے کہ کاتب کتابت کی اجرت لے سکتا ہے لہٰذا عالم دین فتوٰی بتانے مسئلہ بتانے کی اجرت نہ لے کہ یہ حرام ہے' اس پر تبلیغ دین فرض ہے' لیکن فتوٰی لکھنے یا کچہری میں جانے کی اجرت لے سکتا ہے ایسے ہی گواہ گواہی پر اجرت نہ لے کہ حق گواہی دینا فرض ہے۔ مگر وقت صرف ہونے کی اجرت لے سکتا ہے۔ ایسے ہی آمد و رفت کا کرایہ لے سکتا ہے دوسرے یہ کہ کاتب و گواہ نقصان نہ دے کہ بوقت ضرورت تحریر نہ کرے یا گواہی نہ دے ۳۔ یعنی کاتب یا گواہ کو نقصان پہنچانا گناہ ہے۔ اس صورت میں یہ آیت محکم ہے یا بغیر لکھت پڑھت قرض کا معاملہ کرنا گناہ ہے تو آیت منسوخ ہے کیونکہ اب یہ تحریر فرض نہیں ۴۔ خواہ اس طرح کہ راستہ طے کر رہے ہو یا اس طرح کہ کسی جگہ عارضی طور پر ٹھہر گئے ہو۔ اور وہاں قرض کی ضرورت درپیش آجاوے اور وہاں لکھنے والا نہیں جو دستاویز نویسی جانتا ہو تو کچھ گروی رکھ دو ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ گروہ میں مرتہن کا قبضہ ضروری ہے اور ادائے قرض تک وہ چیز مرتہن کے قبضہ میں رہے گی۔ گروی رکھنے کا حکم بھی استحبابی ہے اور سفر کی قید اتفاقی ہے' خود وطن میں بھی گروی رکھنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ایک یہودی سے بیس صاع جو قرض لئے اور اپنی زرہ اس کو گروی دی۔ رہن میں ملک مقروض کی ہو گی اور قبضہ قرض خواہ کا ۶۔ یعنی اطمینان کی وجہ سے بغیر لکھت پڑھت اور بغیر گرو رکھے قرضہ دے دیا۔ لہٰذا امانت سے مراد دینی قرض ہے جس کی یہ صفت ہو ۷۔ یعنی حقوق العباد کی گواہی جس سے کسی بندے کا حق وابستہ ہو چھپانا حرام ہے' اسی طرح حقوق شرعی کی گواہی جیسے ماہ رمضان عیدین کے چاند کی گواہی چھپانا حرام ہے۔ ۸۔ یعنی ایسی گواہی چھپانا بڑا گناہ ہے جو دل پر اثر کرتی ہے جیسے کہ متبرک چیزوں کی تعظیم بڑی پرہیز گاری ہے۔ جس سے دل ستھرا ہوتا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ معلوم ہوا کہ گناہوں کے مختلف درجات ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حقوق العباد ضائع کرنا بڑا گناہ ہے۔ ۹۔ یعنی عالم اجسام میں ہر چھوٹی بڑی چیز کا حقیقۃً رب مالک ہے۔ چونکہ ہماری نگاہ کے سامنے یہی عالم ہے اس لئے اسی کا ذکر فرمایا ورنہ رب تعالیٰ اپنے ماسوا کا مالک ہے اس سے معلوم ہوا کہ عارضی طور پر بندے کا مالک ہو جانا رب کی ملکیت کے منافی نہیں۔ چنانچہ ہم اپنے گھربار کے' بادشاہ ملک کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے بہ عطاالٰہی مالک ہیں۔

ا۔ وسوسہ اور برے خیالات جو بغیر اختیار دل میں پیدا ہوں وہ معاف ہیں ان کا حساب نہیں اور برے ارادے جس میں انسان عمل کرنے کا قصد بھی کرے مگر کسی مجبوری سے نہ کر سکے اس پر پکڑ ہے۔ کفر کا ارادہ کفر ہے گناہ کا ارادہ گناہ ہے۔ لہٰذا اس معنی سے یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ۲۔ یعنی جس گنہگار کو چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے' یہ معنی نہیں کہ جس نیک کار کو چاہے سزا دے بغیر جرم جیسا کہ دیانند سرسوتی نے سمجھا یعنی ساری وحی پر خواہ قرآن ہو یا حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایمان لائے اور سارے صحابہ کرام بھی' اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور کا ایمان ہم سب کے ایمان پر مقدم ہے کہ حضور کے ذریعہ

تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ

تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب

اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ

لے گا تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ

اللہ ہر چیز پر قادر ہے رسول ایمان لایا اس پر

اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ

جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا

بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ

اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے

بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ

کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ

تیری معافی ہو اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے اللہ کسی جان پر بوجھ

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا

نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان

اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ

ہے جو برائی کمائی اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى

اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ

اگلوں پر رکھا تھا اے رب ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں

ہمیں ایمان ملا اسی لئے رسول کا ذکر پہلے فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور ایمان میں ہمارے مثل نہیں۔ اور نہ لفظ مومن میں حضور کا شمار ہے اسی لئے خصوصیت سے آپ کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ ہم محض مومن ہیں حضور ہمارے ایمان ہیں' ہمارا ایمان محض بالغیب اور حصولی ہے حضور کا ایمان بالشہادۃ اور حضوری بھی کہ حضور کو اپنی نبوت کا علم حضوری رب اور جنت دوزخ کا مشاہدہ فرمایا۔ تیسرے یہ کہ سارے صحابہ سچے پکے مومن ہیں کہ رب نے ان کے ایمان کی تصدیق فرمائی چوتھے یہ کہ نبی اور مومن کے ایمان کی نوعیت میں فرق ہے اگر دونوں کا ایمان یکساں ہوتا تو سب کے ایمان کا ذکر ایک ہی لفظ سے کیا جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ہے اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اگر ہم یہ کہیں تو بے ایمان ہو جاویں۔ پانچویں یہ کہ مومنین کے لفظ میں نبی داخل نہیں ہوتے اس لئے رب نے رسول کا ذکر علیحدہ فرمایا۔ اور مومنوں کا علیحدہ۔ ۴۔ اسی طرح کہ یہود و نصاریٰ کی طرح بعض نبیوں پر ایمان لائیں اور بعض کا انکار کر دیں۔ ہاں انبیاء کرام کے مراتب میں فرق ہے یا یہ معنی ہیں کہ ہم اصل نبوت میں فرق نہیں کرتے کہ بعض کو اصلی نبی جانیں اور بعض کو ظلی بروزی مرزائیوں کی طرح یا یہ مطلب ہے کہ ہم اپنی طرف سے نبیوں میں فرق نہیں کرتے کہ محض اپنی رائے سے بعض کو بعض سے افضل مان لیں' بہرحال یہ آیت اس کے خلاف نہیں تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اسی طرح فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لانے کا حال ہے۔ کہ ایمان سب پر ہے مگر مراتب میں فرق کرنا ضروری ہے ۵۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی پر طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ لہٰذا غریب پر زکوٰۃ نادار پر حج' بیمار پر نماز میں قیام فرض نہیں فرماتا۔ یہ آیت کریمہ بہت سے احکام کا ماخذ ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنی فرائض دوسرے کی طرف سے ادا نہیں ہو سکتے کیونکہ کسب بدنی کام کو کہتے ہیں ثواب اعمال ضرور بخشا جا سکتا ہے اس کی یہاں نفی نہیں' ۷۔ دعا کے وقت اللہ کو پکارنا اور رب یا اس نام سے پکارنا جو اپنے مقصد کے موافق ہو بہتر ہے۔ بیمار کہے یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ محتاج پکارے یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ گنہگار پکارے یَا غَفَّارَ الذُّنُوْبِ اسی لئے رب کے نام بہت ہیں' کیونکہ بندوں کی حاجات بہت ہیں۔ رَبَّنَا یا اَللّٰهُمَّ زیادہ محبوب ہے۔ ۸۔ جیسے بعض گناہوں کی توبہ میں خودکشی کرنا۔ ناپاک کپڑے کا جلانا' گندی کھال کاٹنا اور جرم کی سزا نہایت ہی سخت ہونا۔ جیسا کہ یہود وغیرہ پر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ مسلمانوں کو دینا چاہتا ہے' اس لئے ان کو مانگنے کی تعلیم دے رہا ہے۔

لَنَا بِهٖۚ وَاعْفُ عَنَّاٙ وَاغْفِرْ لَنَاٙ وَارْحَمْنَاٙ اَنْتَ

سہار نہ ہو اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے اور ہم پر مہر کر تو ہمارا

مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے

آیاتہا ۲۰۰ — ۳ سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ ۸۹ — رکوعاتہا ۲۰

سورۃ آل عمران مدنی ہے اس میں دو سو آیتیں اور بیس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ

اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پوجا نہیں آپ زندہ اوروں کا قائم رکھنے والا

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

اس نے تم پر یہ سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی

وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى

اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری لوگوں کو راہ دکھاتی

لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور فیصلہ اتارا بے شک وہ جو اللہ کی آیتوں سے

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

منکر ہوئے ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب بدلہ

ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي

لینے والا ہے اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین

الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴿۵﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ

میں نہ آسمان میں وہی ہے کہ تمہاری تصویر بناتا ہے

منزل ۱

ا۔ یعنی ایسی چیزیں ہم پر واجب نہ فرما جن کے ادا کرنے میں ہم کو بہت دشواری ہو۔ خیال رہے کہ ناممکن چیز کی تکلیف نہیں دی جاتی لہٰذا یہاں وہ مراد نہیں ہے۔ رب فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ یا ہم پر ایسی بیماری وغیرہ نہ ڈال جسے ہم سہار نہ سکیں۔ یہ آیت دین دنیا کی تمام آفات کو شامل ہے ۲۔ چھوٹے گناہوں کی معافی کا ذکر ہوا' وَاعْفُ عَنَّا میں۔ بڑے گناہوں کی معافی کا ذکر ہوا' وَاغْفِرْ لَنَا میں آئندہ گناہوں سے بچتے نیک کام کرنے کی توفیق کا ذکر ہوا' وَارْحَمْنَا میں اور بھی اس کی توجیہ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا آیت میں تکرار نہیں ۳۔ اس کو سورت آل عمران کہنے سے معلوم ہوا کہ بیوی اور بیٹی آل ہیں۔ کیونکہ عمران کے کوئی بیٹا نہ تھا صرف بیوی حنا تھیں اور بیٹی مریم۔ لہٰذا حضور کی ازواج اور فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور ساری اولاد حضور کی آل ہے۔ اس میں روافض و خوارج دونوں کا رد ہے۔ یہ سورت ہجرت کے بعد اتری لہٰذا مدنی ہے اور اس میں تین ہزار چار سو اسی کلمے چودہ ہزار پانچ سو حرف ہیں۔ لہٰذا یہ سورت ان بڑی سورتوں میں سے ہے جنہیں مئین کہتے ہیں ۴۔ شان نزول ایک بار نجران کے عیسائیوں کا وفد حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسلام کو اس لئے نہیں مانتے کہ اسلام عیسیٰ علیہ السلام کو رب کا بندہ کہتا ہے خدا کا بیٹا نہیں مانتا' اگر وہ رب کے بیٹے نہیں تو بتایئے ان کا باپ کون ہے۔ حضور نے فرمایا کہ بیٹا اپنے باپ کا ہم جنس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حی۔ قیوم۔ ازلی۔ ابدی۔ بذات خود عالم الغیب و الشہادۃ ہے عیسیٰ علیہ السلام میں یہ صفات نہیں پھر وہ خدا کے بیٹے اور الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں اس پر وہ خاموش ہو گئے حضور کے کلام کی تصدیق میں سورہ آل عمران کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ضروری نوٹ) اس وفد نے مسجد نبوی شریف میں اپنی عبادت اس وقت شروع کر دی جب مسلمان نماز عصر پڑھ رہے تھے۔ مسلمانوں نے بعد نماز ان کو ان کی عبادت سے نہ روکا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ اب ہم مشرکوں کو اپنی مسجدوں میں پوجا پاٹ کرنے کی اجازت دیں۔ ان کو نہ روکنا ایسا تھا جیسے ایک بدوی نے مسجد نبوی شریف میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تو حضور نے فرمایا کہ اسے نہ روکو۔ اس سے مسجدوں میں پیشاب پاخانہ کی اجازت نہ ہو گی۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد کوئی کتاب آنے والی نہیں نہ کوئی نیا نبی تشریف لانے والا ہے کیونکہ قرآن کا کام صرف اگلی کتابوں کی تصدیق ہے کسی کتاب کی یا نبی کی بشارت دینا نہیں تصدیق گزشتہ کی ہوتی ہے بشارت آئندہ کی۔ نیز قرآن سے ان کتابوں کی تصدیق ہوتی ہے تو قرآن کریم نے ان کتابوں کو سچا کر دیا اور ان کا نام دنیا میں روشن کیا کہ قرآن کے آنے سے وہ تمام کتابیں سچی ہو گئیں' کیونکہ ان کتابوں نے قرآن کی تشریف آوری کی پیش گوئی کی تھی' اگر قرآن نہ آتا تو ان کی یہ پیش گوئی سچی کیسے ہوتی ۶۔ یعنی توریت و انجیل میں وہ آیات اتاریں جو حق و باطل میں فیصلہ کر دیں۔ یا آپ پر قرآن اتارا۔ یعنی ماہ رمضان' شب قدر میں لوح محفوظ سے پہلے آسمان کی طرف' کیونکہ انزال کے معنی ایک دم اتارنا ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ لہٰذا اس آیت پر کوئی اعتراض نہیں اور نہ یہ آیت دوسری آیات سے متعارض ہے ۷۔ ان کفار سے مراد نجران کے عیسائی ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔ اللہ کی آیات سے مراد حضور کا وہ کلام ہے جو آپ نے مناظرانہ انداز میں ان سے فرمایا۔ آیات وہ علامات ہیں جن سے عیسیٰ علیہ السلام کی عبدیت معلوم ہوتی ہے ۸۔ یعنی الٰہ وہ ہے جو آسمان و زمین کی ہر چیز کو ہر وقت بغیر کسی کی تعلیم و اعلام کے جانے یہ وصف کسی بندے میں

(بقیہ صفحہ ۷۸) نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو علم غیب دیا ہی نہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کے متعلق قرآن کا ارشاد ہے۔ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ حضور فرماتے ہیں فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَّعَرَفْتُ اسی لئے رب نے ہر چیز لوح محفوظ میں لکھ دی تا کہ اس کے ذریعے ان خاص بندوں کو علوم عطا فرمائے جائیں جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے' دیکھو رب تعالیٰ بھی سمیع و بصیر ہے ہم بھی سمیع و بصیر ہیں مگر فرق وہی ہے جو ہم نے عرض کیا۔

۱۔ معلوم ہوا کہ رب کے مقبول بندوں کے کام رب کے کام ہیں کیونکہ رحم میں بچہ بنانا فرشتہ کا کام ہے مگر چونکہ وہ رب کے حکم سے ہے اس لئے رب کا کام قرار پایا۔

فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِيْزُ

ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے ۱ اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا

الْحَكِيْمُ ۝ ھُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ

حکمت والا وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں

اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ ھُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ

صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں ۲ اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے ۳

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا

وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے

تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ

پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو ۴

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي

اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے ۵ اور پختہ

الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ

علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ۶

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ رَبَّنَا لَا تُزِغْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے ۷ اے رب ہمارے دل

قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ

ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت

رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ

عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا ۸ اے رب ہمارے بیشک تو سب لوگوں کو

النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ

جمع کرنے والا ہے ۹ اس دن کیلئے جس میں کوئی شبہ نہیں بے شک اللہ کا وعدہ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کی شکل و صورت انسان کے اعمال کا نتیجہ نہیں' رب کی مشیت سے ہے مگر آخرت میں اعمال کے مطابق صورت ہو گی يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۲۔ اس طرح کہ شرعی احکام انہیں سے معلوم ہوتے ہیں اور مسائل فقہیہ کی وہی آیات دلیل ہیں عمل انہیں پر ہوتا ہے۔ ۳۔ یعنی یا تو ان کے معنی سمجھ میں نہیں آتے جیسے مقطعات اور یا ظاہری معنی درست نہیں بیٹھتے جیسے آیات صفات' ۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ متشابہات کی تاویلیں کرنا فساد کے لئے حرام ہے اور دفع فساد کے لئے جائز ہے' جیسے بعض علماء کرام متشابہات کے کچھ معنی بتاتے ہیں مگر اس پر اعتقاد نہیں کرتے تا کہ لوگ گمراہوں کی تاویل سے بچیں یہ گناہ نہیں ۵۔ اور اس نے اپنے نبی کو بتایا رب فرماتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اور ظاہر ہے کہ رب نے حضور کو سارا قرآن سکھایا اور سارے قرآن میں متشابہات بھی داخل ہیں نیز اگر متشابہات کا علم حضور کو بھی نہ دیا گیا ہوتا تو ان کا نازل فرمانا عبث ہوتا جیسے اردو جاننے والے سے عربی میں گفتگو کرنا جسے وہ سمجھ نہ سکے۔ حق یہ ہے کہ متشابہات رب و محبوب کے درمیان اسرار ہیں اور حضور کے طفیل بعض اولیاء اللہ و علماء کو ان کا علم دیا گیا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ پختہ عالم کی شان یہ ہے کہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کے جاننے کا دعویٰ نہ کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اجمالاً ایمان جائز ہے جیسے سارے انبیاء پر ایمان لانا۔ خبر نہیں وہ کتنے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی احکام کی وجہیں سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں' ایمان و عمل واجب ہے۔ دوا بہر حال فائدہ کرتی ہے اس کے اجزاء ترکیبیہ ہمیں معلوم ہوں یا نہ ہوں ایسے ہی عوام مومن جو عربی نہیں جانتے انہیں بغیر ترجمہ سمجھے بھی قرآن مفید ہے اگر ترجمہ سمجھنا ضروری ہوتا تو متشابہات آیات نہ اتاری جاتیں ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ بے علم رہنا اور اس کے علم کی کوشش نہ کرنا بھی عبادت و ثواب ہے' جس چیز سے رب راضی ہو وہی عبادت ہے۔ متشابہات کے متعلق بے علمی ظاہر کرنے سے ہی رب راضی ہے لہٰذا یہی ثواب و عبادت ہے ۸۔ اس طرح کہ ہم ہدایت کا رستہ چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کریں۔ جیسے ہدایت ملنا اللہ کی رحمت ہے' ایسے ہی ہمارا ہدایت پر رہنا بھی اس کی بڑی نعمت ہے' ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا مومن بھی اپنے خاتمہ سے خوف کرتا رہے۔ دل رب کے قبضہ میں ہے۔ جن سے جنت کا وعدہ ہو چکا ہے ان کا یہ آیت پڑھنا ہمیں تعلیم دینے کے لئے۔ ۱۰۔ اس طرح کہ قیامت کے دن سارے اولین و آخرین ایک وقت میں ایک جگہ ایسے جمع ہوں گے کہ ان کی زبانیں بھی ایک ہی ہوں گی۔ سب سے عربی زبان میں حساب کتاب ہو گا اگرچہ دیگر مخلوقات بھی اس جگہ جمع ہوں گی لیکن چونکہ انسانوں کا جمع فرمانا اصل مقصود تھا اس لئے خصوصیت سے انسانوں کا ذکر فرمایا گیا لہٰذا اس آیت میں اور حدیث میں تعارض نہیں۔

الْمِيْعَادَ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ
بیشک وہ جو کافر ہوئے ان کے ... نہیں بدلتا ٹہ

اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ
مال اور انکی اولاد اللہ سے انہیں کچھ نہ بچا سکیں گے ٹہ اور وہی

هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝۱۰ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ
دوزخ کے ایندھن ہیں جیسے فرعون والوں اور ان سے

مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ
اگلوں کا طریقہ انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں ٹہ تو اللہ نے ان کے گناہوں پر انکو پکڑا

وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۱۱ قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا
اور اللہ کا عذاب سخت فرما دو کافروں سے کہ

سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ
کوئی دم جاتا ہے کہ تم مغلوب ہو گے ٹہ اور دوزخ کی طرف ہانکے جاؤ گے اور وہ بہت ہی

الْمِهَادُ ۝۱۲ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِىْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ
برا بچھونا بے شک تمہارے لئے نشانی تھی دو گروہوں میں جو آپس میں

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ
بھڑ پڑے ٹہ ایک جتھہ اللہ کی راہ میں لڑتا اور دوسرا کافر ٹہ

يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْىَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ
کہ انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں ٹہ اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ ۝۱۳
جسے چاہتا ہے بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے ضرور دیکھ کر سیکھنا ہے ٹہ

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ
لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت ٹہ عورتیں اور بیٹے

۱۔ معلوم ہوا کہ وعدہ خلافی یعنی جھوٹ الہ برحق ہونے کے منافی ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ ممکن مانتے ہیں وہ گویا اس ذات کریم سے الوہیت کا سلب ممکن مانتے ہیں ۲۔ معلوم ہوا کہ مومن کی اولاد و مال مومن کو عذاب سے بچائیں گے صالح اولاد اور خیرات و صدقات سے عذاب دفع ہو گا۔ یہ کام نہ آنا کفار کے لئے عذاب کے طور پر بیان ہوا جس سے مسلمان محفوظ ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ۳۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رب کے عذاب سے سلطنت اور فوج و خزانہ بھی نہیں بچا سکتے دوسرے یہ کہ ہمیشہ نبی کے جھٹلانے پر ہی عذاب آتا ہے۔ فرعون نے چار سو برس دعویٰ خدائی کیا اور بے گناہ بچے ذبح کرائے ہلاک نہ ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا مارا گیا۔ رب فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا تیسرے یہ کہ کفار کو گناہوں پر بھی عذاب ہو گا۔ وہ لوگ شرعاً" احکام کے مکلف نہیں مگر عنداللہ عذاب کے حق میں مکلف ہیں اسی لئے ارشاد ہوا بِذُنُوْبِهِمْ ۴۔ شان نزول۔ بدر کی فتح کے بعد مسلمانوں سے یہود مدینہ نے کہا تھا کہ مکہ والے طریقہ جنگ سے ناواقف تھے تو ہار گئے اگر ہم سے مقابلہ ہوا تو ہم دکھا دیں گے کہ لڑنے والے ایسے ہوتے ہیں انہی بدبختوں کے جواب میں یہ آیت اتری ۵۔ اس میں غیبی خبر ہے اور رب کے فضل سے کچھ دن بعد ایسا ہی ہوا۔ خیال رہے کہ مغلوب ہونے میں ان کفار کا قتل ہونا۔ وطن سے نکالا جانا۔ ان پر جزیہ مقرر ہونا۔ سب ہی شامل ہیں چنانچہ یہود مدینہ کے لئے یہ سب کچھ ہوا بنی قریظہ قتل کئے گئے۔ بنی نضیر کو دیس نکالا دے کر خیبر بھیجا گیا اور ان پر جزیہ مقرر ہوا۔ ۶۔ میدان بدر کی جنگ میں جو سترہ رمضان ۲ھ جمعہ کے دن ہوئی جس میں کفار قریباً ایک ہزار تھے اور ان کے ساتھ بہت سامان جنگ تھا۔ مسلمان کل تین سو تیرہ (۳۱۳) تھے' اور اکثر نہتے تھے مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے چھ زرہ آٹھ تلواریں ستر اونٹ تھے۔ اس کے باوجود مسلمانوں کو کامل فتح ہوئی اور کفار کو شکست فاش۔ لہٰذا یہ فتح اللہ کی نشانیوں میں سے بڑی نشانی ہے ۷۔ کفار کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ ان کا سردار عتبہ ابن ربیعہ تھا۔ ان کے پاس سو گھوڑے' سات سو اونٹ اور بہت زیادہ ہتھیار وغیرہ تھے۔ اس کے باوجود کفار کو یہ محسوس ہوا کہ مسلمان ہم سے دوگنے ہیں ۸۔ اس سے صحابہ کی کرامت کا ثبوت ہوا کہ وہ کفار کی نگاہ میں دوگنے نظر آئے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنگ میں ذکر اللہ اور تقویٰ مومن کا بڑا ہتھیار ہے۔ رب فرماتا ہے اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ فتح نصرت محض زیادہ تعداد یا سامان پر موقوف نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ۱۰۔ یعنی کافروں کے لئے شیطان نے یہ چیزیں ایسی مرغوب کر دیں کہ وہ آخرت سے غافل ہو گئے ان میں پھنس گئے۔ مومن ان چیزوں سے اللہ کے لئے محبت کرتا ہے۔

ا۔ یہ تمام چیزیں اگر دنیا کے لئے رکھی جائیں تو دنیا ہیں۔ اگر خدمت دین کے لئے رکھی جائیں تو دین بن جاتی ہیں جیسے نمازی کا گھوڑا جوڑا وغیرہ یا سنت رسول سمجھ کر بیوی بچوں کی پرورش کرنا۔ دنیا مثل صفر کے ہے۔ صفر اکیلا ہو تو بے کار ہے اور اگر عدد کے ساتھ مل جاوے تو اسے دس گنا کر دیتا ہے۔ دنیا اگر دین سے ملے تو اسے دس گنا بناتی ہے جیسے حضرت عثمان غنی کا مال ۲۔ یعنی جنت اور وہاں کی نعمتیں' لٰہذا انسان کو لازم ہے کہ دنیا میں پھنس کر اس سے محروم نہ ہو جائے۔ اس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جنت صرف پرہیزگاروں کے لئے ہے جیسا لِلَّذِينَ اتَّقَوْا کے لام اور اس کے مقدم کرنے سے معلوم ہوا

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَ

اور تلے اوپر سونے چاندی کے ڈھیر اور

الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ

نشان کئے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتی یہ جیتی

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾

دنیا کی پونجی ہے ۱ اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانا ۲

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ

تم فرماؤ کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں پرہیزگاروں کے لئے ان کے

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

رب کے پاس جنتیں ہیں ۳ جن کے نیچے نہریں رواں ۴ ہمیشہ ان میں رہیں

فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

گے اور ستھری بیبیاں ۵ اور اللہ کی خوشنودی ۶ اور اللہ

بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا

بندوں کو دیکھتا ہے وہ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم ایمان لائے ۷

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ

تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے صبر والے

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ

اور سچے اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچنے والے اور پچھلے پہر سے معافی

بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

مانگنے والے ۸ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۹ اور فرشتوں نے

وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ

اور عالموں نے ۱۰ انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا

۴۔ دوسرے یہ کہ ایک متقی کو چند جنتیں لیں گی کچھ اپنی کچھ کفار کی وارثت جیسے کہ جنات کی جمع سے معلوم ہوا ۴۔ یعنی دودھ' شہد' شراب طہور اور پانی کی نہریں خیال رہے کہ وہاں نہریں ہوں گی دریا نہ ہوں گے۔ کیونکہ نہر میں وہ حسن ہوتا ہے جو دریا میں نہیں ہوتا۔ نیز دریا غیر اختیاری ہوتا ہے اور نہر اختیاری' نیز دریا مفید بھی ہوتا ہے اور نقصان دہ بھی' نہر صرف فائدہ مند ہے نقصان دہ نہیں' شاہی قلعہ وغیرہ میں نہریں ہی لائی جاتی ہیں دریا نہیں لائے جاتے' اس لئے وہاں جنتی کے مکانات میں نہریں ہو گی ۵۔ جنتی کو تین طرح کی بیویاں ملیں گی ایک تو اپنی دنیا کی بیوی جو اپنے نکاح میں فوت ہوئی۔ دوسرے کفار کی مومن بیویاں جو خود جنت میں آگئیں اور ان کے خاوند دوزخ میں گئے یا جو کنواری لڑکیاں مومنہ فوت ہوئیں۔ تیسری جنتی حوریں چنانچہ ہمارے حضور کو حضرت مریم اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ عطا ہوں گی' یہ تمام بیویاں حیض' گھنونی چیزوں وغیرہ اور گندے اخلاق سے پاک ہوں گی جیسا کہ مطہرۃ سے معلوم ہوا ۶۔ اس طرح کہ رب ان سے راضی ہو گا۔ اس کے ناراض ہونے کا خطرہ نہ ہو گا یہ نعمت جنت کی تمام نعمتوں سے اعلیٰ ہو گی ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو گنہگار کہنا جائز ہے مگر اپنے آپ کو بے ایمان کہنا کفر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے وسیلہ سے دعا کرنی چاہیے۔ انسان اپنے ضعیف الاعتقاد ہونے کا بھی اعلان یا اقرار نہ کرے' یہ نہ کہے کہ میں بہت ضعیف الاعتقاد ہوں۔ مومن اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے بھی دعا کرے کہ خدایا اگر تو نے میرا فلاں کام قبول کیا ہو تو میری یہ دعا قبول فرما جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبح کے وقت دعا اور استغفار زیادہ اچھے ہیں کیونکہ اس وقت ساری مخلوق ذکر الٰہی کرتی ہے سوا کتے کے۔ اگر ایک کا بھی ذکر قبول ہوا تو انشاء اللہ سب کا قبول ہو گا۔ آخری نصف شب سے آفتاب نکلنے تک کو سحر کہتے ہیں۔ سنت فجر پڑھ کر فرضوں سے پہلے ستر بار استغفار پڑھنے کے بڑے فضائل ہیں اس سے رزق میں برکت اور گھر میں اتفاق و اتحاد ہوتا ہے ۹۔ شان نزول۔ شام کے علماء یہود میں سے دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ آپ کی کتاب میں سب سے بڑی گواہی کس کی ہے اس پر یہ آیت اتری۔ معلوم ہوا کہ رب کی گواہی بڑی ہے' انبیاء کی گواہی ہر چیز کی گواہی رب ہی گواہی ہے اور خود رب کا اپنی توحید کا اعلان فرمانا یہ رب کی گواہی ہے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ علماء بڑی عزت والے ہیں کہ رب نے انہیں اپنی توحید کا گواہ اپنے ساتھ بنایا' مگر علماء دین جو علماء ربانی ہیں نہ وہ جو اخوان الشیاطین ہیں' علماء ربانی وہ ہیں جو خود اللہ والے ہیں اور لوگوں کو اللہ والے بناتے ہیں۔ جن کی صحبت سے خدا کی کامل محبت نصیب ہوتی ہے۔ جس عالم کی صحبت سے اللہ کے خوف حضور کی محبت میں کمی آئے وہ عالم نہیں' ظالم ہے' خیال رہے کہ اولوا العلم میں انبیاء کرام۔ اولیاء

(بقیہ صفحہ ۸۱) عظام۔ علماء اعلام تمام حضرات شامل ہیں۔
ا۔ قرآنی اصطلاح میں اسلام دین محمدی کا نام ہے بلا قرینہ یہی معنی مراد ہوتے ہیں' رب فرماتا ہے هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ہاں قرائن کے وقت اس کے معنی اطاعت کے بھی ہیں جیسے فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ یا جیسے تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا اگر اس کے معنی ہر جگہ اطاعت کے ہوں تو پھر کفار بھی اطاعت کر کے اللہ کے پیارے بن جاویں' یہ بھی معلوم ہوا کہ دین محمدی کے سوا تمام دین باطل ہیں بعض وہ ہیں جو پہلے سے ہی باطل تھے' جیسے مشرکین کا دین' بعض وہ جو پہلے حق تھے اب منسوخ ہو کر باطل ہو گئے' جیسے

الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَمَا
حکمت والا بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے لہ اور
اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا
پھوٹ میں نہ پڑے کتابی تہ مگر بعد اس کے کہ انہیں
جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
علم آچکا تہ اپنے دلوں کی جلن سے تہ اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو
فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٩﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ
تو بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ۵ پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت کریں تو
اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا
فرما دو میں اپنا منہ اللہ کے حضور جھکائے ہوں تہ اور جو میرے پیرو ہوئے تہ اور
الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ
کتابیوں اور ان پڑھوں سے فرماؤ تہ کیا تم نے گردن رکھی پس اگر وہ گردن رکھیں جب تو راہ پا گئے
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٢٠﴾
تہ اور اگر منہ پھیریں تو تم پر تو یہی حکم پہنچا دینا ہے تہ اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے
اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ
وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوتے لہ اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے
بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ
اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں لہ
النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٢١﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ
انہیں خوشخبری دو دردناک عذاب کی یہ ہیں وہ جن کے اعمال
اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٢﴾
اکارت گئے دنیا و آخرت میں اور ان کا کوئی مددگار نہیں لہ

یہودیت' نصرانیت' سورج کے ہوتے کسی چراغ کی ضرورت نہیں' بغیر اسلام قبول کئے کوئی اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ۲۔ پھوٹ میں پڑھنے والا وہ ہو گا جو صحیح راستہ چھوڑ کر غلط اختیار کرے اور جو صحیح دین پر قائم ہے وہ نہ پھوٹ میں پڑتا ہے نہ پھوٹ ڈالتا ہے اگر کبھی ڈاکوؤں اور پولیس میں جنگ ہو تو ڈاکو مجرم ہیں پولیس برحق اگرچہ لڑتے دونوں ہیں ۳۔ یہاں کتابیوں سے مراد علماء اہل کتاب ہیں اور علم آچکنے سے یہ مراد ہے کہ انہیں نبی آخر الزمان کی وہ تمام علامات معلوم ہیں جو توریت و انجیل میں مذکور ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ وہ سب علامتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہیں ۴۔ ان بدنصیبوں کو دو طرح جلن اور حسد ہوا ایک یہ کہ نبی آخر الزمان بنی اسرائیل میں کیوں نہیں ہوئے' بنی اسمٰعیل سے کیوں ہوئے' دوسرے یہ کہ خود ہم یا ہماری اولاد کیوں نبی نہ ہوئے ہم تو مالدار بھی ہیں اور جتھے والے بھی' اس سے معلوم ہوا کہ حسد بُری بلا ہے' سب کو شیطان نے گمراہ کیا اور شیطان کو حسد نے ۵۔ یعنی حاسد کا خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت جلد حساب دینا ہے' یہ خیال ان کے دلوں سے حسد نکال دے گا ۶۔ یعنی ان سے مناظرہ نہ کرو بلکہ اپنے اسلام و ایمان کا اعلان فرما کر انہیں تبلیغ فرماؤ اور پھر ان سے اعراض فرماؤ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پختگی ایمان ایسی یقینی ہے کہ رب تعالیٰ نے اس کی گواہی دی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے دلوائی' جو ان کے ایمان میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ۸۔ ان پڑھوں سے مراد یا تو مشرکین عرب ہیں اور یا اہل کتاب کے عوام' جاہل لوگ پہلی صورت میں' اوتوا الکتاب سے مراد سارے یہود نصاریٰ ہیں اور دوسری صورت میں ان کے علماء ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی یہودی نصرانی مسلم نہیں۔ مسلم صرف وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ گردن رکھنے سے مراد اسلام قبول کرنا ہے ۱۰۔ یعنی ان کے کفر کا آپ سے سوال نہ ہو گا۔ معلوم ہوا کہ جیسے رب اپنی ربوبیت میں بندوں کے ماننے سے بے نیاز ہے ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت میں دنیا والوں سے غنی ہیں کسی کے انکار سے سورج کا نور گھٹ نہیں جاتا اگر تمام عالم حضور کا انکاری ہو جائے تو ان کے مرتبہ میں کمی نہیں آتی ۱۱۔ یہاں اللہ کی آیتوں سے مراد یا تو قرآنی آیات ہیں' یا حضور کے معجزات' کفار پر آیات قرآنیہ پر ایمان لانا فرض ہے اور ایمان لانے کے بعد عمل کرنا ضروری' دوسری بات زیادہ قوی ہے ۱۲۔ گزشتہ واقعات کو حال سے تعبیر فرمایا۔ ذہن میں نقشہ قائم فرمانے کے لئے اور ان کفار کے باپ دادا کے کام خود ان کی طرف نسبت کئے' کیونکہ یہ ان سے راضی تھے' بنی اسرائیل نے ایک دن میں صبح کے وقت تینتالیس پیغمبروں کو قتل کیا اور اسی شام کو ایک سو بارہ عالموں' عابدوں کو تہ تیغ کیا۔ صرف اس لئے کہ انہوں نے سچے راستے کی ہدایت کی تھی' ۱۳۔ یعنی ان مجرموں کی دو سزائیں ہیں۔ دنیا و آخرت میں نیکیاں

(بقیہ صفحہ ۸۲) برباد ہوتا کہ نہ تو نیکیوں کی برکت سے ان سے دنیاوی مصیبتیں دفع ہوں نہ آخرت میں ثواب ملے۔ دوسرے یہ کہ آخرت میں ان کا مددگار کوئی نہ ہو گا۔ مومنوں کی نیکیاں ہر جگہ کام آئیں گی اور ان کے مددگار بھی ہیں۔

۱۔ شان نزول۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار یہود کے بیت راس میں جا کر انہیں دعوت اسلام دی یہود بولے کہ آپ کس دین پر ہیں آپ نے فرمایا دین ابراہیم علیہ السلام پر وہ بولے ابراہیم علیہ السلام تو یہودی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توریت لاؤ۔ فیصلہ ہو جائے گا وہ اس پر راضی نہ ہوئے تب یہ آیت

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا کتاب اللہ کی طرف

اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَ

بلائے جاتے ہیں کہ وہ ان کا فیصلہ کرے پھر ان میں کا ایک گروہ اس سے

هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ

روگردان ہو کر پھر جاتا ہے یہ جرأت انہیں اس لئے ہوئی کہ وہ کہتے ہیں ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے

اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَّغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا

گی مگر گنتی کے دنوں اور ان کے دین میں انہیں فریب دیا اس جھوٹ نے جو

يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۟ وَ

باندھتے تھے تو کیسی ہو گی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اس دن کیلئے جس میں شک نہیں

وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ

اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اور ان پر ظلم نہ ہو گا یوں عرض کر

اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ

اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے

الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ

سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ

ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کر سکتا ہے تو دن کا حصہ رات

فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ

میں ڈالے اور رات کا حصہ دن میں ڈالے اور مردہ سے زندہ

الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ

نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے اور جسے چاہے بے گنتی

اتری دوسری روایت میں ہے کہ یہود کے عالی خاندان میں سے ایک شخص نے زنا کیا توریت میں زنا کی سزا سنگسار کرنا تھی ان لوگوں نے حضور کے پاس فیصلہ بھیجا اس خیال سے کہ شاید رجم کا حکم نہ دیں آپ نے رجم کا حکم دیا تو ان کے عالم بولے کہ زنا کی سزا رجم نہیں ہے آپ نے ظلم کیا۔ حضور نے فرمایا توریت لاؤ۔ ابن صوریا یہود کا بڑا عالم تھا اس نے رجم کی آیت پر انگلی رکھ لی آگے پیچھے سے پڑھ دیا۔ سیدنا عبداللہ ابن سلام نے اس سے انگلی اٹھوائی تو رجم کا حکم نکل آیا۔ وہ دونوں رجم کر دیئے گئے' تب یہ آیت اتری' بہر حال کتاب سے مراد توریت ہے اور کتاب کے حصہ والوں سے مراد یہود کے علماء ہیں ۲۔ یعنی خواہ ہم کتنے ہی گناہ کریں شرک کریں کفر کریں۔ ہم کو صرف اتنی ہی مدت عذاب ہو گا جتنی مدت ہمارے باپ دادوں نے بچھڑا پوجا تھا کیونکہ ہم رب کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے' ہمارے سارے قصور معاف ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ پر امن کفار کا کام ہے اس سے ڈر اور امید دونوں چاہیے' امن سے گناہ پر دلیری ہوتی ہے امید سے ڈر پیدا ہوتا ہے ۴۔ اس طرح کہ کسی کی نیکی کا بدلہ کم یا گناہ کا بدلہ زیادہ نہ دیا جاوے گا۔ ہاں نیکیاں بڑھا دینا یا گناہ گھٹا دینا ضرور واقع ہو گا کہ یہ اللہ کا فضل ہے لہٰذا یہ آیت معافی کے خلاف نہیں ۵۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فارس و روم کی فتح کی خبر دی تو منافقین اور یہود نے مذاق اڑایا کہ کہاں وہ محفوظ ملک اور کہاں یہ مسلمان' اس پر آیت اتری' دعاؤں کے اول قل فرمانے میں اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اے محبوب! الفاظ دعا تو ہمارے ہوں اور زبان تمہاری یا اس کی جسے تم اجازت دو۔ وظیفوں کی اجازت کی یہ آیت اصل ہے' ۶۔ عالم اجسام کا نام ملک اور عالم ارواح یا عالم انوار کا نام ملکوت ہے' اجسام پر ظاہری سلطنت بندوں کو عطا ہو جاتی ہے مگر عالم ارواح پر رب تعالیٰ کی سلطنت ہے یا ظاہری قوانین دیگر سلاطین بھی جاری کرتے ہیں مگر تکوینی قانون جیسے موت و حیات' خوش نصیبی' بدنصیبی' یہ رب تعالیٰ کے ہی ہیں' رب فرماتا ہے بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ جن اولیاء انبیاء کا تکوین امور میں تصرف قرآن و حدیث سے ثابت ہے' وہ باذن پروردگار ہے یہ حضرات نائب خدا ہوتے ہیں ۷۔ اس طرح کہ عزت والے کام کی توفیق بخشے کہ وہ بندے تیری توفیق سے ایمان و نیک اعمال اختیار کریں' یہ مطلب نہیں کہ بندہ ذلت کے کام کرے اور اسے عزت دے دی جائے' رب فرماتا ہے وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ یہ ہی ذلت کا حال ہے ۸۔ ادب کے لئے صرف خیر کا ذکر فرمایا ورنہ در حقیقت ہر خیر و شر رب کے قبضہ میں ہے مگر ادب یہ ہے کہ صرف خیر کو اس کی طرف نسبت دی جاوے ۹۔ یعنی ہر ممکن چیز پر تو قدرت رکھتا ہے خیال رہے کہ ناممکن اور واجب چیزیں شئی نہیں اور نہ وہ رب تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہیں' لہٰذا اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے جھوٹ کا امکان ماننا نادانی ہے۔ اس کی پوری تفسیر ہماری تفسیر نعیمی میں

(بقیہ صفحہ ۸۳) دیکھو ۱۰- اس طرح کہ سردی کے موسم میں دن کا کچھ حصہ رات میں داخل فرما دیتا ہے۔ جس سے رات لمبی ہو جاتی ہے اور گرمیوں میں رات کے کچھ حصہ کو دن میں داخل فرما کر رات کو دن بنا دیتا ہے۔ مسلمانوں کے ملک پر کفار کو سلطنت دینا گویا رات کو دن میں داخل کرنا ہے اور کفار کے ملک پر مسلمانوں کا راج قائم کرنا گویا رات میں دن کو داخل فرمانا ہے ۱۱- کافر سے مومن اور مومن سے کافر پیدا فرماتا ہے۔ بد بخت سے نیک بخت اور نیک بخت سے بد بخت ظاہر کرتا ہے' انسان سے نطفہ اور نطفے سے انسان بناتا ہے' انڈے سے چڑیا اور چڑیا سے انڈا۔

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ
دے ۱ مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنا لیں ۲
مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ
مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ
اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ
علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو ۳ اور اللہ تمہیں اپنے غضب
اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٢٨﴾ قُلْ إِنْ تُخْفُوا مَا فِي
سے ڈراتا ہے ۴ اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے تم فرما دو کہ اگر تم اپنے جی کی بات
صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ وَيَعْلَمُ مَا فِي
چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے اور جانتا ہے جو کچھ
السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾
آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۵ اور ہر چیز پر اللہ کا قابو ہے
يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَ
جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر پائے گی اور
مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا
جو برا کام کیا ۶ امید کرے گی کاش مجھ میں اور اس میں دور
بَعِيدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾
کا فاصلہ ہوتا اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے
قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ
اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۷ تم فرما دو

۱- حساب بمعنی گمان بھی آتا ہے اور بمعنی شمار بھی یعنی جسے چاہے بغیر اس کے خیال و گمان کے عطا فرماتا ہے' رب فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یا جسے تو چاہے اتنا دے کہ وہ گنتی نہ کر سکے ۲- شان نزول- یہ آیت غزوہ احزاب کے موقعہ پر نازل ہوئی جب عبادہ ابن صامت نے عرض کی تھی کہ پانچ سو یہودی میرے دوست و حلیف ہیں اگر حکم ہو تو ان سے اس جہاد میں مدد لی جائے اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے دوستی حرام ہے' ان سے جہاد میں مدد لینا سخت ضرورت کے وقت جائز ہے بلاوجہ نہیں۔ رب فرماتا ہے وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۳- اس آیت سے شیعوں کا تقیہ ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں صرف خوف کے وقت تک کفار سے اچھا برتاؤ کرنے کی اجازت دی گئی ہے مگر پھر کفار ہی میں رہنا اور ان سے دنیاوی نفع حاصل کرنے کی اجازت نہیں۔ اس کے لئے وہ آیت ہے أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا مجبوری کی جگہ سے ہجرت کر جانا فرض ہے' اس لئے حضور نے مکہ میں تقیہ فرما کر قیام نہ فرمایا بلکہ وہاں سے ہجرت فرمائی۔ خیال رہے کہ یہ ظاہری برتاؤ بھی صرف جائز ہے اگر نہ کرے اور شہید ہو جاوے تو بہت بہتر ہے' امام حسین رضی اللہ عنہ نے تقیہ نہ کیا جان دے دی' نیز ثابت ہوا کہ بوقت ضرورت کفار سے مدد لینا جائز ہے ۴- خیال رہے کہ کفر چھپانا ایمان ظاہر کرنا نفاق ہے اور ایمان چھپانا ضرورت کے موقعہ پر شرعی تقیہ ہے اور ایمان چھپا کر کفر ظاہر کرنا دھوکا دہی کے لئے شیعوں کا تقیہ ہے۔ یہاں دوسری قسم کی احتیاط کا ذکر ہے اس لئے فرمایا گیا کہ اللہ اپنے غضب سے ڈراتا ہے یعنی تیسری قسم کا تقیہ کیا تو مار کھاؤ گے ۵- رب تعالیٰ ہمارے اعمال سے ازلی و ابدی خبردار ہے یہ نہیں کہ جب ہم کام کر لیں تو اسے خبر ہو کیونکہ ہم اور ہمارے اعمال زمنی چیزیں ہیں اور جہاں فرمایا کہ یعلمہ اللہ تاکہ اللہ جان لے اس سے مراد علم ظہور ہے جسے علم انفعالی کہا جا سکتا ہے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۶- اس طرح کہ قیامت میں اچھے اعمال اچھی شکل میں اور برے اعمال بری شکل میں عامل کے سامنے ہوں گے چنانچہ بے زکوٰۃ کا مال گنجے سانپ کی

شکل میں نمودار ہو گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ۷- قُلْ کبھی تو دوسروں سے کہلوانے کے لئے ہوتا ہے جیسے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور کبھی دوسروں کو روکنے کے لئے ہوتا ہے جیسے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ یہاں قل دوسروں کے روکنے کے لئے ہے' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا رب تک نہیں پہنچا سکتا اور کسی کی اتباع مطلقاً جائز نہیں ہر ولی شیخ وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا سکتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تک تانگے والا کراچی تک نہیں پہنچا سکتا بلکہ ریل تک پہنچا دے گا اور ریل کراچی تک اور تیز ہر ایک کی اتباع جائز کاموں میں ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کا حکم دیں وہ اس کے لئے جائز بلکہ واجب ہو جائے گا۔ رب تعالیٰ کی اطاعت لازم مگر اس کی اتباع ناممکن ہے' مطلق اتباع صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہو سکتی ہے' اس لئے رب نے اپنی اتباع کا حکم نہیں دیا بلکہ

(بقیہ صفحہ ۸۴) اطاعت کا۔ حضور کی اطاعت و اتباع دونوں لازم ۸۔ اس سے پتہ لگا کہ حضور کی اتباع محبت والی چاہیے نہ کہ محض ظاہری یا خوف و لالچ والی' ایسی اتباع تو منافق بھی کرتے تھے اس لئے اس مضمون کو محبت سے شروع کیا گیا اور محبت ہی پر ختم کیا گیا۔ یہ بھی پتہ لگا کہ ایمان اور ہماری عبادات اصلی بھی ہیں اور نقلی بھی۔ حضور کی ذات کریم اصلی اور نقلی ایمان کی کسوٹی ہے' پھر حضور کی جس درجہ کی کامل اطاعت ہو گی۔ اس درجہ کی محبوبیت حاصل ہو گی دینے والا ایک ہے مگر لینے والے مختلف' جیسے بجلی کا پاور یکساں آتا ہے مگر جس قوت کا قمقمہ ہو اسی قدر پاور حاصل کرتا ہے ۹۔ شان نزول۔ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے بت پرستی کی وجہ دریافت کی تو وہ بولے کہ ہم اللہ کی محبت میں ان کی پوجا کرتے ہیں تب یہ آیت اتری (خزائن العرفان) یا یہود مدینہ کہا کرتے تھے کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ضرورت نہیں۔ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ تب یہ آیت اتری۔ یہ ہی قوی ہے کیونکہ سورۃ آل عمران مدنی ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو حضور کی اتباع ضروری ہے اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو حضور کی اتباع کرتے (حدیث) یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ بھائی بن کر حضور کے برابر آؤ۔ نہ باوا بن کر آگے بڑھو۔ بلکہ غلام بن کر پیچھے رہو' یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اللہ کے محبوب اکبر ہیں کہ ان کا مطیع غلام بھی اللہ کا محبوب ہے۔

۱۔ خیال رہے کہ بعض وسیلے منزل مقصود پر پہنچ کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں جیسے ریل' بعض وسیلے کبھی چھوٹ نہیں سکتے' جیسے روشنی کے لئے چراغ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسری قسم کے وسیلہ ہیں کہ کوئی شخص خدا تک پہنچ کر حضور کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اس لئے رب نے اپنے ساتھ اپنے حبیب کا ذکر فرمایا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ سے سرتابی کرنے والا کافر ہے اسی لئے آگے فرمایا۔ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۲۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد ہونا بھی دینی عزت کا باعث ہے کہ آل ابراہیم علیہ السلام اس لئے افضل ہوئے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مومن اولاد تھے۔ ۳۔ یعنی ابراہیمی اور آل عمران ایک دوسرے کے ساتھ متفق اور دینی مددگار ہیں تو اے یہود اگر تم سچے ابراہیمی ہوتے تو مومن ہوتے اور ایمان میں ہماری مدد کرتے لہٰذا تم اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہو معلوم ہوا کہ بزرگوں کی سچی اولاد وہ جو ان کے نقش قدم پر چلے۔ صحیح سید وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کام کرے ۴۔ یہاں عمران سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کے نانا عمران ابن ماثان ہیں اور ان کی بیوی حنہ بنت فاقوذا ہیں۔ قرآن کریم نے سوا حضرت مریم کے کسی عورت کا نام نہ لیا۔ دوسرے عمران ابن یصہر ابن لاوی ابن یعقوب علیہ

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ

کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا ۱ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر

الْکٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ

بے شک اللہ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اولاد

وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ

اور عمران کی آل کو سارے جہان سے ۲ یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے ۳

بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ

اور اللہ سنتا جانتا ہے جب عمران کی بی بی ۴ نے عرض کی

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ

اے رب میرے میں تیرے لئے منت مانتی ہوں جو میرے پیٹ میں ہے کہ خالص تیری ہی خدمت

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ

میں رہے ۵ تو تو مجھ سے قبول کرلے بے شک تو ہی ہے سنتا جانتا پھر جب اسے جنا بولی

رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰی ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ

اے رب میرے یہ تو میں نے لڑکی جنی ۶ اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی

وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی ۚ وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْۤ

اور وہ لڑکا جو اس نے مانگا اس لڑکی سا نہیں ۷ اور میں نے اس کا نام مریم رکھا اور میں

اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۳۶﴾

اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے ۸

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ

تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول کیا ۹ اور اسے اچھا پروان چڑھایا ۱۰

وَّكَفَّلَهَا زَكَرِیَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ

اور اسے زکریا کی نگہبانی میں دیا ۱۱ جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس

السلام موسیٰ علیہ السلام کے والد ہیں' ان دونوں عمرانوں میں اٹھارہ سو برس کا فاصلہ ہے ۵۔ حنہ لاولد تھیں بڑھاپے میں اولاد کے آثار نمودار ہوئے سمجھیں کہ میرے پیٹ میں لڑکا ہے' نذر مان لی کہ میں اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کرتی ہوں۔ کیونکہ بیت المقدس میں صرف لڑکے خادم ہوتے تھے اب بھی اگر مسلمان اپنے بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیں تو وقف لغوی درست ہے۔ رب فرماتا ہے فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ ۶۔ آپ کا یہ عرض کرنا اظہار افسوس کے لئے تھا اور آپ کو لڑکی پیدا ہونے کا افسوس نہ تھا کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے بلکہ اپنی نذر پوری نہ ہو سکنے کا افسوس تھا۔ نہ یہ مقصود تھا کہ رب بے علم ہے اسے خبر دیں اسی لئے ارشاد ہوا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ۷۔ یعنی کوئی لڑکا اس لڑکی کی طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ تمام جہان کی عورتوں سے افضل روح اللہ علیہ السلام کی ماں

(بقیہ صفحہ ۸۵) ہوں گی' یہ رب کی خاص عطا ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت مریم اس وقت تمام جہان کی عورتوں سے افضل تھیں' اب حضرت عائشہ صدیقہ' حضرت خدیجۃ الکبریٰ' فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہن تمام اولین و آخرین بیویوں سے افضل ہیں معلوم ہوا کہ بعض عورتیں بعض مردوں سے افضل ہیں' اگرچہ مطلقاً مرد' مطلقاً عورت سے افضل' رب فرماتا ہے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ لہٰذا آیات میں تعارض نہیں ۸۔ قرآن کریم میں حضرت مریم کے سوا کسی عورت کا نام نہ آیا' رمضان کے سوا کسی مہینہ کا اور حضرت زید کے سوا کسی صحابی کا نام نہ آیا' اس سے معلوم ہوا کہ ماں بھی بچہ کا نام رکھ سکتی ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کے نام اچھے رکھے جاویں کیونکہ مریم کے معنی ہیں خادمہ' آپ بیت المقدس کی خدمتگار تھیں' لہٰذا یہ نام بہت عمدہ اور کام کے مطابق تھا ۹۔ رب نے ان کی دعا ایسی قبول فرمائی کہ حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام شیطان سے بالکل محفوظ رہے۔ کہ ان سے کبھی کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مریم کی والدہ حنہ کو یہ معلوم تھا کہ یہ بچی زندہ رہے گی اور صاحب اولاد ہو گی' لہٰذا اس میں کرامت ولیہ کا ثبوت ہے کیونکہ آپ نے حضرت مریم کی زندگی کی دعا نہ مانگی بلکہ یہ فرمایا ۱۰۔ اس طرح کہ باوجود لڑکی ہونے کے خدمت بیت المقدس کے لئے منظور فرمالیا ورنہ لڑکے ہی وہاں ہوتے تھے ۱۱۔ چنانچہ آپ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا دوسرے بچے ایک سال میں بڑھتے ہیں ۱۲۔ بیت المقدس کے خدام جنہیں احبار کہا جاتا تھا۔ جن کی تعداد ۲۷ تھی۔ یہ لوگ ہارون علیہ السلام کی اولاد تھے' ان کے سردار زکریا علیہ السلام تھے جو حضرت مریم کے خالو تھے۔ حضرت عمران ان سب سے بڑے اور ان سب کے امام تھے تو ہر شخص کی تمنا یہ تھی کہ مریم کی پرورش میں کروں مگر زکریا علیہ السلام اس کام کے لئے منتخب ہوئے' آپ بہت محبت سے حضرت مریم کی پرورش فرمانے میں مشغول ہو گئے۔

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ

نیا رزق پاتے کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ

وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے

حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ

یہاں پکارا زکریا اپنے رب کو بولا اے رب میرے

مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ

تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا

اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق

وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾ قَالَ

کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے بولا

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ

اے میرے رب میرے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو پہنچ گیا بڑھاپا اور میری عورت

عَاقِرٌ ۚ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ

بانجھ ہے فرمایا اللہ یوں ہی کرتا ہے جو چاہے عرض کی اے میرے

اجْعَلْ لِّیْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ

رب میرے لئے کوئی نشانی کر دے فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ تین دن تو لوگوں

اِلَّا رَمْزًا ۚ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾

سے بات نہ کرے مگر اشارہ سے اور اپنے رب کی بہت یاد کر اور کچھ دن رہے اور تڑکے اس کی پاکی بول

۱۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کرامت ولی برحق ہے' کیونکہ حضرت مریم کو بے موسم غیبی پھل ملنا ان کی کرامت تھی دوسرے یہ کہ بعض بندے مادر زاد ولی ہوتے ہیں ولایت عمل پر موقوف نہیں دیکھو حضرت مریم لڑکپن میں ولیہ تھیں' تیسرے یہ کہ ولی کو اللہ تعالیٰ علم لدنی اور عقل کامل عطا فرماتا ہے کہ حضرت مریم نے زکریا علیہ السلام کے سوال کا جواب ایسا ایمان افروز دیا کہ سبحان اللہ چوتھے یہ کہ بعض اللہ والوں کے لئے جنتی میوے آئے ہیں۔ حضرت مریم کو یہ پھل جنت سے ملتے تھے۔ پانچویں یہ کہ حضرت مریم کی پرورش جنتی میووں سے ہوئی نہ کہ ماں کے دودھ' یا دنیاوی غذاؤں سے (خزائن العرفان) کیونکہ والدہ محترمہ تو ان کے پیدا ہوتے ہی احبار کے سپرد کر گئی تھیں' اور ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کے لئے کوئی دائی مقرر کی گئی ہو۔ ۲۔ یعنی حضرت مریم کے پاس کھڑے ہو کر بیٹے کی دعا کی' اس سے معلوم ہوا کہ ولی کے پاس دعا مانگنا سنت نبی ہے اور وہاں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے' خواہ زندہ ولی کے پاس دعا کرے یا قبروں کے پاس' رب فرماتا ہے اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ الخ اسی سے یہ بھی مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جس شہر میں قبور صالحین ہوں' اس شہر کا احترام کرے ۳۔ معلوم ہوا کہ بیٹے کی دعا کرنا سنت انبیاء ہے مگر نفس کے لئے نہیں بلکہ رب کے لئے کہ وہ دیندار' صالح ہو تاکہ ہمیں قبر میں اس کی نیکیوں سے آرام پہنچے ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو علم غیب دیا ہے کیونکہ اس پکارنے والے فرشتے کو خبر تھی کہ آپ کو بیٹا ملے گا۔ اور وہ بیٹا نبی ہوگا۔ اور ان صفات کا مالک ہوگا' یہ علوم غیبیہ ہیں بلکہ علوم خمسہ ہیں۔ جب زکریا

(بقیہ صفحہ ۸۶) علیہ السلام کی زوجہ حاملہ ہوئیں تو زکریا علیہ السلام کو بھی خبر تھی کہ اس حمل میں لڑکا ہے اور وہ ان صفات سے موصوف ہوگا۔ علم غیب نبی اور علم غیب فرشتہ سب ثابت ہوئے۔ ۵ ـ یعنی وہ کلمۃ اللہ عیسیٰ علیہ السلام کا وزیر خاص ہوگا۔ ۶ ـ حصور وہ جو قوت کے باوجود عورت سے رغبت نہ کرے۔ دنیا سے بے رغبتی کی بنا پر اس کے معنی نامرد نہیں۔ کیونکہ انبیاء کرام نامردی سے محفوظ ہیں ۷ ـ کہ میری عمر ایک سو بیس سال کی اور میری بیوی کی عمر اٹھانوے سال کی ہے۔ سوال سے مقصود یہ تھا کہ آیا ہم دونوں کو جوانی واپس دے دی جاوے گی۔ یا اسی طرح بڑھاپا ہوتے ہوئے فرزند ملے گا۔ ان کا مقصود یہی ہے لہٰذا زکریا علیہ السلام پر کوئی اعتراض نہیں ۸ ـ یعنی یونہی اسی حالت میں فرزند ملے گا کہ تم بوڑھے ہوگے اور فرزند بخشا جائے گا۔ اللہ ہر بات پر قادر ہے ۹ ـ جس نشانی سے میں اپنی زوجہ محترمہ کا حاملہ ہونا پہچان لوں اور اسی وقت سے تیرے ذکر خاص میں مشغول ہو جاؤں ۱۰ ـ اس سے دو مسئلے ثابت ہوئے' ایک یہ کہ صالح فرزند ملنے پر رب کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ عقیقہ' صدقہ' خیرات' نوافل سب اسی نعمت کا شکریہ ہے۔ دوسرے یہ کہ انبیاء کے معجزات ان کی پیدائش سے پہلے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی زبان شریف میں دنیاوی کلام کی طاقت نہ رہنا۔ ذکر اللہ کی طاقت رہنا۔ یحییٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ جو ان کے ظہور سے پہلے ظاہر ہوا۔ اسی طرح بعد وفات بھی معجزات کا ظہور ہوتا ہے ۱۱ ـ اگرچہ ہر وقت تسبیح و تہلیل بہتر ہے لیکن صبح شام خصوصیت سے زیادہ بہتر ہے کہ اس وقت دن رات کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ رب فرماتا ہے اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا نیز اس وقت خصوصیت سے ساری مخلوق اللہ کی یاد کرتی ہے۔

۱ ـ چنانچہ حضرت مریم اس زمانہ میں تمام جہان کی عورتوں سے افضل تھیں' پھر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تمام عورتوں سے افضل ہیں رب نے فرمایا يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ ' حضرت مریم' عیسیٰ علیہ السلام کی ماں بیت المقدس کی خادمہ گناہ سے پاک۔ رب کی عابدہ تھیں' خیال رہے کہ فرشتوں کا یہ کلام وحی تبلیغ نہ تھی کیونکہ یہ وحی نبی سے خاص ہے اور عورت نبی نہیں ہوتی ۲ ـ اس طرح کہ تم کو بزرگوں کی اولاد میں سے کیا اور باوجود عورت ہونے کے بیت المقدس کی خدمت کے لئے منظور فرمالیا۔ حالانکہ یہ خدمت صرف مرد کر سکتے تھے زکریا علیہ السلام کو تمہارا کفیل بنایا جنتی میووں سے تم کو پرورش کیا اور آگے چل کر روح اللہ کی ماں بننے کا شرف تمہارے مقدر میں لکھا۔ تمہارا چرچہ بہت عام کیا ۳ ـ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اس امت کی نمازوں میں رکوع تھا دوسرے یہ کہ عورتیں مردوں کی جماعت میں پردے کے ساتھ علیحدہ رہ کر نماز پڑھ سکتی ہیں' تیسرے یہ کہ عورت خود جماعت نہیں کرا سکتی اس طرح کہ عورت امام بنے کیونکہ رٰكِعِيْنَ جمع مذکر فرمایا گیا چوتھے یہ کہ واو ترتیب نہیں چاہتا کیونکہ رکوع سجدے سے پہلے ہوتا ہے مگر یہاں سجدے کا ذکر پہلے ہے رب فرماتا ہے يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا پہلے ہے اور وفات بعد میں ۴ ـ یعنی اس جسم شریف کے ساتھ اور پھر آپ کفار کو یہ خبریں سنا رہے ہیں۔ تو یہ علم آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کے مشاہدہ میں تمام گزشتہ اور آئندہ حالات ہیں رب فرماتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا اور فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ خیال رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نور نبوت کے لحاظ سے ہر وقت ہر جگہ جلوہ گر ہیں اور ہر شئی سے خبردار گزشتہ واقعات کو ملاحظہ فرما رہے

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم بے شک اللہ نے تجھے چن لیا [۱]

وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾ يٰمَرْيَمُ

اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا [۲] اے مریم

اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لئے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر [۳]

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں [۴] اور تم ان کے پاس نہ تھے

لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا

جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم ان کے پاس

كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ

نہ تھے [۵] جب وہ جھگڑ رہے تھے [۶] اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا

يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖۗ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ

اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک [۷] کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح

عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ

عیسیٰ مریم کا بیٹا رودار ہوگا دنیا اور آخرت میں اور

الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّ

قرب والا اور لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں [۸]

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّ

اور خاصوں میں ہوگا [۹] بولی اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا

لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ

مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے

إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَ

جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے ۱ اور

يُعَلِّمُهُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ﴿٤٨﴾

اللہ اسے سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنِّى قَدْ جِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ

اور رسول ہو گا بنی اسرائیل کی طرف ۲ یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی

مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّىٓ أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ ٱلطِّينِ كَهَيْـَٔةِ

لایا ہوں ۳ تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں ۴

ٱلطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًۢا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ

پھر اس میں پھونک مارتا ہوں ۵ تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے ۶ اور میں

ٱلْأَكْمَهَ وَٱلْأَبْرَصَ وَأُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم

شفا دیتا ہوں ۷ مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو ۸ اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم

بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِى بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ

سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو ۹ بیشک ان باتوں

لَـَٔايَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے

يَدَىَّ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى حُرِّمَ

پہلی کتاب توریت کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام

عَلَيْكُمْ ۚ وَجِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٥٠﴾

تھیں ۱۰ اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا

إِنَّ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۗ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾

حکم مانو بیشک میرا تمہارا سب کا رب اللہ ہے تو اسی کو پوجو ۱۱ یہ ہے سیدھا راستہ

(بقیہ صفحہ ۸۷) ہیں (تفسیر صاوی شریف) ۵۔ اس لئے کہ خدام بیت المقدس میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ مریم میری پرورش میں رہیں کیونکہ آپ ان کے سردار عمران کی صاحبزادی تھیں تو قلموں کو دریا میں ڈالا گیا کہ جس کا قلم نہ بہے وہ مریم کو لے یہ قرعہ اندازی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بزرگوں کی اولاد کی خدمت کرنا سعادت ہے' یہ بھی معلوم ہوا کہ قرعہ ڈالنا جائز ہے بلکہ بہتر ہے ۶۔ عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کے جسم شریف کی پیدائش کلمہ کن سے ہوئی باپ یا ماں کے نطفہ سے نہ ہوئی' رب فرماتا ہے اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے صرف ماں سے پیدا ہوئے۔ ورنہ آپ کی نسبت ماں کی طرف نہ ہوتی بلکہ باپ کی طرف ہوتی رب فرماتا ہے اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ مسیح کے معنی ہیں چھو کر اچھا کرنے والا اور مردے زندہ کرنے والا۔ یا بہت سفر کرنے والا۔ یہ آپ کا لقب ہے نام شریف عیسیٰ ہے ۸۔ اس طرح کہ اولاً" آپ آسمان پر جائیں گے اور پھر قریب قیامت زمین پر اتر کر لوگوں سے کلام کریں گے۔ لہٰذا جیسے آپ کا بچپن میں کلام کرنا معجزہ ہے' ایسے ہی پکی عمر میں اس طرح کلام کرنا معجزہ ہے' اس سے آپ کا آسمان پر جانا اور پھر واپس آنا بھی معجزہ ثابت ہوا ۹۔ ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام کی بہت سی صفات بیان ہوئیں۔ کلمۃ اللہ ہونا۔ مسیح ہونا' حضرت مریم کا بیٹا ہونا۔ کسی مرد کا بیٹا نہ ہونا۔ دنیا میں عزت والا ہونا۔ کہ قرآن کے ذریعے سارے عالم میں ان کے نام کی دھوم مچا دی گئی۔ آخرت میں خصوصی عزت والا ہونا کہ قیامت میں انہی کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مخلوق الٰہی کو پتہ لگے گا۔ بارگاہ الٰہی میں بہت قرب و منزلت رکھنے والا ہونا وغیرہ' معلوم ہوا کہ پیغمبروں کی نعت خوانی سنت الہیہ ہے رب تعالیٰ توفیق بخشے۔

۱۔ یعنی تم کنواری ہی رہو گی اور فرزند پیدا ہو جاوے گا اللہ بڑا قدرت اور عظمت والا ہے ۲۔ معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے لہٰذا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین' قریش مکہ اسلام سے پہلے عیسائی نہ تھے کیونکہ یہ لوگ بنی اسماعیل تھے حضور کے والدین دین ابراہیمی پر تھے۔ ۳۔ یہاں آیت سے مراد جنس معجزہ ہے جس سے نبی کی نبوت ثابت ہوتی ہو۔ اسی لئے آپ نے آیت کی تفسیر میں اپنے چند معجزے بیان فرمائے جو آگے آ رہے ہیں ۴۔ ہماری شریعت میں کاغذی تصویر یا مٹی کی صورت جاندار کی بنانا حرام ہے اس سے پہلی شریعتوں میں جائز تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام یہ صورتیں اظہار معجزے کے لئے بناتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے تصویریں بنوائی تھیں' اظہار کمال کے لئے رب فرماتا ہے يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ ۵۔ اس میں اولیاء کے دم و درود کا ثبوت ہے' ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو موت اور زندگی کا اختیار دیا تھا حالانکہ یہ وہ چیز ہے جہاں کسی کا اختیار نہیں چلتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے رب نے زندگی اور وفات کا اختیار دیا۔ میں نے آخرت کو اختیار فرمایا ۶۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو عرض پر چمگادڑ کی شکل بنا کر اس میں پھونک ماری تو وہ زندہ ہو کر اڑنے لگی۔ چمگادڑ عجیب پرندہ ہے کہ اس کے دانت ہیں پستان سے دودھ نکلتا ہے بغیر پروں کے اڑتی ہے ہنستی ہے انڈے نہیں دیتی' بچے جنتی ہے ۷۔ معلوم ہوا کہ ربانی کام صالحین کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں کیونکہ شفا دینا رب کا کام ہے لہٰذا یہ کہنا جائز ہے کہ رسول اللہ دافع بلا ہیں اولاد دیتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں مردے زندہ کرتا

(بقیہ صفحہ ۸۸) ہوں' میں لاعلاج بیماروں کو اچھا کرتا ہوں' میں غیبی خبریں دیتا ہوں' حالانکہ یہ تمام کام رب کے ہیں ۸۔ خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں علم طب کا بہت زور تھا۔ جالینوس حکیم آپ ہی کے زمانہ میں تھا۔ اور اطباء کے نزدیک تین چیزیں ناممکن ہیں۔ مردہ زندہ کرنا' مادر زاد اندھے اچھے کرنا۔ تمام بدن کے کوڑھی کو تندرست کرنا۔ آپ نے یہ تین کام کر کے دکھا دیئے معلوم ہوا کہ نبی کو وہ معجزے دیئے جاتے ہیں جن کا اس زمانہ میں چرچا ہو اگر قادیانی نبی ہوتا تو چاہیے تھا کہ وہ سائنسی ایجادات کی قسم کا معجزہ دکھاتا ۔ جس سے سائنس فیل ہو جاتی ۹۔ عیسیٰ علیہ السلام نے چار مردے جلائے' عاذر جو آپ کا دوست تھا موت کے تین دن بعد اسے زندہ کیا اور عرصہ تک زندہ رہے' اس کے اولاد بھی ہوئی' ایک بڑھیا کا لڑکا جس کا جنازہ جا رہا تھا آپ نے زندہ فرمایا وہ لوگوں کے کندھوں سے کود پڑا' عرصہ تک زندہ رہا اولاد ہوئی' ایک چنگی کے محصول والے کی لڑکی' سام ابن نوح علیہ السلام جنہیں وفات پائے ہزار ہا سال ہو چکے تھے۔ آپ ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور انہیں زندہ فرمایا۔ مگر انہوں نے عرض کیا کہ اب مجھے زندگی کی خواہش نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات کو زندہ فرمایا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اس دولھا کی قبر گجرات پنجاب میں ہے اس کا نام کبیر الدین ہے اور شاہ دولہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں ان کی قبر شریف زیارت گاہ خاص و عام ہے ان کی عمر چھ سو برس ہوئی ۱۰۔ خیال رہے کہ تَاْكُلُوْنَ اور تَدَّخِرُوْنَ مضارع ہے جس میں زمانہ حال اور استقبال دونوں کا احتمال ہوتا ہے یا معنی یہ ہیں کہ جو تم سب لوگ کھا کر آؤ یا جو کچھ سال رواں کے لئے گندم لکڑی وغیرہ جمع کرو۔ وہ سب مجھ سے پوچھ لو۔ یا ہر شخص عمر بھر میں جو کچھ کھائے گا یا جمع کرے گا آج ہی سب کچھ میں بتا سکتا ہوں یعنی ہر دانہ کے متعلق جانتا ہوں کہ یہ کس کی قسمت کا ہے' اب بتاؤ ہمارے حضور کا علم کتنا ہے یہ تمام علوم حضور کے سمندر علم کے قطرے ہیں معلوم ہوا کہ علم غیب نبی کا معجزہ ہے' ۱۱۔ جیسے اونٹ کا گوشت مچھلی اور کچھ پرندے دین موسوی میں حرام تھے عیسیٰ علیہ السلام نے حلال فرمائے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نسخ تصدیق کے خلاف نہیں کہ آپ توریت کی تصدیق بھی کرتے ہیں اور اسے منسوخ بھی فرماتے ہیں دوسرے یہ کہ انبیاء کرام باذن الٰہی حلال و حرام فرمانے کے مختار ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں حلال کرتا ہوں ۱۲۔ یعنی میں اتنی قدرتوں اور علم کے باوجود اللہ نہیں بلکہ بندہ ہوں اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء اولیاء میں معجزات یا کرامات ماننا شرک نہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ ہم نے انہیں رب مان لیا' اس سے موجودہ وہابیوں کو عبرت پکڑنا چاہیے۔

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ

پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا ۱؎ بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں

اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا

اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں ۲؎ ہم اللہ پر

بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۵۲ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ

ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں اے رب ہمارے ہم اس پر ایمان لائے جو تو

وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۵۳ وَمَكَرُوْا

نے اتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے ۳؎ اور کافروں نے

وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝۵۴ اِذْ قَالَ اللّٰهُ

مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی ۴؎ اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے یاد کرو جب

يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ

اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا ۵؎ اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا ۶؎

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ

اور تجھے کافروں سے پاک کر دوں گا ۷؎ اور تیرے پیروؤں کو ۸؎ قیامت تک تیرے منکروں

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

پر غلبہ دوں گا ۹؎ پھر تم سب میری طرف پلٹ کر

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۵۵ فَاَمَّا

آؤ گے تو میں تم میں فیصلہ فرما دوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو تو وہ جو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا

کافر ہوئے میں انہیں دنیا اور آخرت میں سخت عذاب

وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۵۶ وَاَمَّا الَّذِيْنَ

کروں گا ۱۰؎ اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا ۱۱؎ اور وہ جو

۱۔ یعنی ارادہ قتل جو یہودیوں نے کر لیا تھا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی ایذا کا ارادہ کرنا بھی کفر ہے۔ ان کی تعظیم و خدمت' ایمان ہے ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بوقت مصیبت اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا سنت پیغمبر ہے' دوسرے یہ کہ نبی کی مدد گویا خدا کی مدد ہے کہ ان لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی۔ مگر انہیں انصار اللہ کہا گیا۔ اب بھی ان کے دین والوں کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کا نام انصار ہے۔ تیسرے یہ کہ اپنے ایمان کا اعلان کرنا چھپا کر نہ رکھنا سنت ہے' چوتھے یہ کہ اپنے ایمان پر نبی کو گواہ بنانا محمود ہے ۳۔ شَاهِدِيْن سے مراد یا تو امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو قیامت میں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ

ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان اللہ ان کا نیگ انہیں بھرپور دے گا ۳ اور ظالم اللہ

لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ

کو نہیں بھاتے یہ ہم تم پر پڑھتے ہیں ۴ کچھ آیتیں

وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ

اور حکمت والی نصیحت عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے ۵

اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾

اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے ۶

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ

اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا ۷ پھر اے محبوب

حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ

جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کرتے ہیں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرما دو

تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ

آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں ۸ اور تمہاری عورتیں

وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ

اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں ۹ پھر مباہلہ کریں ۱۰ تو جھوٹوں پر اللہ کی

اللّٰهِ عَلَي الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ

لعنت ڈالیں ۱۱ یہی بے شک سچا بیان ہے ۱۲

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾

اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۱۳ اور بے شک اللہ ہی غالب ہے حکمت والا

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلْ

پھر اگر وہ منہ پھیریں ۱۴ تو اللہ فسادیوں کو جانتا ہے تم فرماؤ

(بقیہ صفحہ ۸۹) نبیوں کی گواہی دے گی یا انبیاء کرام ہیں جنہوں نے اللہ کی توحید کی سب سے پہلے گواہی دی ۴۔ کہ ان قاتلین کے ایک آدمی کو عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل بنا دیا اور انہوں نے اسے عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر سولی دے دی۔ مکر سے مراد خفیہ تدبیر ہے ۵۔ واؤ ترتیب نہیں چاہتا۔ کبھی خلاف ترتیب بھی ذکر ہو جاتا ہے رب فرماتا ہے۔ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ. کیونکہ آپ کا آسمان پر اٹھنا پہلے ہے اور وفات بعد میں۔ مگر بیان میں اس کے برعکس ہے جیسے رکوع سجدے سے پہلے ہے ۶۔ یعنی آسمان پر جہاں فرشتے رہتے ہیں کوئی بے دین نہیں' جیسے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا' اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں یعنی شام کی سرزمین میں جہاں نور اسلام درخشاں ہے۔ آج بھی مسجد میں جانے والا' کعبہ کو جانے والا کہتا ہے کہ میں رب کے پاس جا رہا ہوں۔ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا ثابت ہے' آپ قریب قیامت اتریں گے اور دین اسلام کی اشاعت کریں گے نکاح کریں گے' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روضۂ خضرا میں دفن ہوں گے (حدیث شریف) چالیس سال زندہ رہیں گے ۷۔ اس طرح کہ کفار کے نرغے سے تمہیں بچا لوں گا وہ تمہیں سولی نہ دے سکیں گے ۸۔ خواہ وہ اس زمانہ کے مسیح عیسائی ہوں یا مسلمان کیونکہ ہر مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے' ان کی پیروی کرتا ہے کیونکہ قرآن کا ماننا عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی ہے وہ اس کا حکم دے گئے ہیں۔ مسلمان ہر نبی کا پیرو ہے کیونکہ ہر نبی نے قرآن کا حکم دیا ہے ۹۔ منکروں سے مراد یا سارے کفار ہیں یا یہود اور غلبہ سے مراد یا سلطنت کا غلبہ ہے یا دینی غلبہ یا دلائل کا غلبہ' لہٰذا اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ قیامت تک تو مسلمان یہود پر غالب رہیں اور قیامت کے بعد یہود غالب آ جائیں کیونکہ اس غلبہ کی انتہا قیامت ہے' قیامت کے بعد دوسری قسم کا غلبہ مسلمانوں کو ملے گا جس کا ذکر نمبر کے بعد آ رہا ہے ۱۰۔ دنیا میں عذاب' قتل' قید' جزیہ قائم ہونا ہے' آخرت کا عذاب دوزخ ہے ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ مددگار نہ ہونا کفار پر عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لئے بہت سے مددگار بنا دے گا۔ جو کہتا ہے کہ دنیا و آخرت میں میرا مددگار کوئی نہیں وہ درپردہ اپنے کفر کا اقرار کر رہا ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ الخ

۱۔ معلوم ہوا کہ ہر مومن کو نیک اعمال کی ضرورت ہے کوئی شخص کسی درجہ میں پہنچ کر اعمال سے بے پرواہ نہیں ہو سکتا یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک اعمال بقدر طاقت کرنے لازم ہیں ۲۔ کسی کو برابر کسی کو دوگنا' کسی کو سات سو گنا کسی کو بے حساب' لہٰذا آیات میں تعارض نہیں' یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اجر پورا ملے گا۔ انعام علاوہ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوب بندے کا کام رب کا کام قرار پاتا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پڑھنا حضرت جبریل کا کام تھا مگر رب نے فرمایا کہ ہم تلاوت کرتے ہیں ایسے ہی کبھی اللہ کا پیارا رب کے کام کو کہہ دیتا ہے کہ یہ میرا کام ہے عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں زندہ کرتا ہوں' حضرت جبریل نے بی بی مریم سے فرمایا کہ میں تمہیں ستھرا بیٹا دوں گا (قرآن) ۴۔ کہ جیسے آدم علیہ السلام بغیر نطفہ کے بنے ایسے ہی عیسیٰ علیہ السلام۔ جب آدم علیہ السلام خدا کے بیٹے نہ ہوئے تو عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے ۵۔ یعنی اس کی قدرت یہ ہے اگرچہ قانون یہ ہے کہ بچہ ماں باپ کے نطفہ سے ہو لہٰذا تم رب کے قانون اور قدرت دونوں کو مانو ۶۔ یعنی نہ تو اس میں شک کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور نہ اس میں شک کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام خالص بندے ہیں' اللہ یا اللہ کے

(بقیہ صفحہ ۹۰) بیٹے نہیں لہٰذا قادیانی اور عیسائی دونوں ہی بے دین ہیں ۷۔ نواسوں کو بیٹا اور بیٹی کو اپنی کو نساء کہہ سکتے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ پر حضرات حسنین' فاطمۃ الزہرا' علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لے کر مباہلہ کے لئے گئے تھے۔ بلکہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی بیٹوں میں داخل تھے۔ کہ چھوٹے بھائی تھے اور قاعدہ ہے کہ انسان ایسے موقعہ پر اپنی اور اپنی اولاد ہی کی قسم کھاتا ہے' احباب' ازواج کی قسم نہیں کھاتا۔ یہ آیت کریمہ اہل بیت اطہار کی انتہائی عظمت بیان فرما رہی ہے' ابن عساکر نے بروایت امام جعفر صادق عن محمد باقر روایت کی کہ حضور مباہلہ میں ان چار حضرات کے ساتھ خلفاء ثلاثہ اور ان کی اولاد کو بھی ساتھ لے گئے (روح المعانی) ۸۔ اپنی جانوں کو بلانے کے معنی ہیں اپنے کو حاضر کر دینا رب فرماتا ہے فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مناظرہ سے اوپر درجہ مباہلہ کا ہے یعنی مخالف دین کے ساتھ بددعا کرنی دوسرے یہ کہ مباہلہ دینی یقینی مسائل میں ہونا چاہیے نہ کہ غیر یقینی مسائل ہیں۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑا عالم چھوٹے عالم سے مناظرہ بھی کرے اور مباہلہ بھی جب وہ چھوٹا دنیا میں فساد پھیلا رہا ہو' دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ ہیں مگر آپ نے یہود کے نجرانی پادریوں سے مناظرہ بلکہ مباہلہ فرمایا۔ دوسری جگہ رب نے فرمایا: قل هاتوا برهانكم ان كنتم صدقين. یہاں جھوٹے سے عقیدے کا جھوٹا یعنی کافر مراد ہے خیال رہے کہ کافر پر لعنت جائز ہے مرے ہوئے کافر کو نام لے کر لعنت نہ کرے جب تک کہ اس کا کفر پر مرنا یقین سے معلوم نہ ہو' فاسق پر نام لے کر لعنت نہیں کر سکتے وصف فسق سے لعنت کر سکتے ہیں یعنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹے چور پر لعنت' یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں پر جو جھوٹا ہے لعنت' لعنت کے معنی ہیں رحمت الٰہی سے دوری ۱۱۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مباہلہ کے لئے علی مرتضیٰ' فاطمۃ الزہرا' حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کو لے کر میدان مباہلہ میں پہنچ گئے' یہود نجران نے ان کی نورانی چمکتی صورتیں دیکھ کر مباہلہ کی ہمت نہ کی اور صلح کر لی اگر وہ مباہلہ کرتے' تو ہلاک ہو جاتے (حدیث شریف) ۱۲۔ معلوم ہوا کہ بیٹا باپ کی ہم جنس ہوتا ہے' اس طرح بیوی خاوند کی ہم جنس' تو اگر عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے یا مریم خدا کی بیوی ہوتیں تو وہ بھی الٰہ اور خدا ہوتیں۔ حالانکہ رب کے سوا کوئی الٰہ نہیں' محبوبیت' مملوکیت' ہم جنس ہونے کا تقاضا نہیں کرتیں۔ یہ غیر جنس سے بھی ہو جاتی ہے' انسان کا مملوک جانور اور اس کا محبوب فرشتہ وغیرہ ہو جاتے ہیں ۱۳۔ یعنی توحید قبول کرنے سے یا عیسیٰ علیہ السلام کو عبداللہ ماننے سے یا مباہلہ کرنے سے۔ پہلے دو احتمال زیادہ ظاہر ہیں۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے ۱ؕ

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے

بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا

کو رب نہ بنالے ۲ؕ اللہ کے سوا پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو

اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ

تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں ۳ؕ اے کتاب والو ابراہیم کے باب میں

فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ

کیوں جھگڑتے ہو ۴ؕ توریت و انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد

بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا

تو کیا تمہیں عقل نہیں ۵ؕ سنتے ہو یہ جو تم ہو اس میں جھگڑے جس کا تمہیں

لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ

علم تھا ۶ؕ تو اس میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں اور اللہ جانتا

يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا

ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ یہودی تھے اور

نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ

نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے ۷ؕ اور مشرکوں سے

الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ

نہ تھے بے شک سب لوگوں سے ابراہیم کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان

وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۸﴾

کے پیرو ہوئے ۸ؕ اور یہ نبی اور ایمان والے اور ایمان والوں کا والی اللہ ہے ۹ؕ

۱۔ یعنی توریت و انجیل و قرآن سب میں اس کا حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ عقائد میں تمام شریعتیں برابر ہیں' اعمال میں فرق ہے ۲۔ یعنی امتی نبی کو اللہ نہ سمجھیں کہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام اور نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا سمجھ لیا۔ یا جاہل عالم کو رب نہ جانے کہ ان عالموں کو حرام و حلال کا مالک سمجھے اور اللہ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت کرے لہٰذا یہ جملہ کلمۃ سواء کا بیان ہے' خیال رہے کہ نبی اور امتی میں کلمۃ سواء کے یہی معنی ہیں جو بیان ہوئے۔ ورنہ امتی نبی کے برابر کسی شئی میں نہیں ہو سکتا' امتی مومن ہے' نبی ایمان ہے نبی کا کلمہ ہے اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ. اگر ہم اس طرح کہیں تو کافر ہو جائیں ۳۔ یعنی تم مسلمان نہیں معلوم ہوا کہ مسلمان صرف حضور کے امتی کو کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ یہود اور عیسائی اپنے راہبوں پادریوں کو سجدے کرتے' ان سے اپنے گناہ معاف کرواتے تھے یہ ان کا اپنے

بقیہ صفحہ ۹۶ پر

ا۔ شان نزول۔ یہ آیت ان یہود کے متعلق نازل ہوئی جو حضرت معاذ ابن جبل حذیفہ ابن یمان، عمیر ابن یاسر رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کو یہودی بنانے کی کوشش کرتے تھے اور ان پر داؤ چلانے کی ہوس خام میں پھنسے ہوئے تھے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے ایمان کی رب تعالیٰ نے گارنٹی دے دی کہ انہیں کوئی گمراہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ رب کی امان میں ہیں لہٰذا کوئی بھی صحابہ کی طرح مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر ایک کا ایمان خطرے میں ہے سوائے صحابہ کے۔ رب فرماتا ہے والزمھم کلمۃ التقوٰی وکانوا احق بھا واھلھا اور فرماتا ہے کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان رب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہی فرمایا ہے کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان ۳۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا

کتابیوں کا ایک گروہ دل سے چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں گمراہ کر دیں ۱ اور وہ

يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ

اپنے ہی آپ کو گمراہ کرتے ہیں اور انہیں شعور نہیں ۲ اے کتابیو

لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰۤاَهْلَ

اللہ کی آیتوں سے کیوں کفر کرتے ہو ۳ حالانکہ تم خود گواہ ہو اے کتابیو

الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ

حق میں باطل کیوں ملاتے ہو ۴ اور حق کیوں چھپاتے ہو حالانکہ

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

تمہیں خبر ہے ۵ اور کتابیوں کا ایک گروہ بولا وہ جو

اٰمِنُوْا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ

ایمان والوں پر اترا صبح کو اس پر ایمان لاؤ اور

وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ

شام کو منکر ہو جاؤ شاید وہ پھر جائیں ۶ اور یقین نہ لاؤ مگر اس کا جو

تَبِعَ دِیْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰۤى

تمہارے دین کا پیرو ہو ۷ تم فرما دو کہ اللہ ہی کی ہدایت ہدایت ہے (یقین کاہے کا) کہ

اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ

کسی کو ملے جیسا تمہیں ملا یا کوئی تم پر حجت لا سکے تمہارے رب کے پاس تم

الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ ۚ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾

فرما دو کہ فضل تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے ۸ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾

اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے ۹ اور اللہ بڑے فضل والا ہے

ع ۱۵

انکار رب کی ساری آیتوں کا انکار ہے لہٰذا آپ کا ماننا سب کا ماننا ہے کیونکہ اہل کتاب نے حضور کا انکار کیا، رب نے اس انکار کو آیات الٰہیہ کا انکار قرار دیا ۴۔ یہاں حق سے مراد توریت و انجیل کی اصل آیات ہیں جو رب کی طرف سے نازل ہوئیں اور باطل سے مراد یہود کی تحریفات یا اپنی طرف سے ملائی ہوئی عبارتیں ہیں۔ مفسرین تفسیر میں اس طرح ممتاز کر کے عبارتیں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید علیحدہ معلوم ہوتا ہے لہٰذا یہ اس آیت میں داخل نہیں ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کلام اللہ کو انسانی کلام سے خلط ملط کرنا جس سے امتیاز نہ رہے حرام ہے اس لئے سورتوں کے نام ممتاز کر کے لکھے جاتے ہیں، رکوع، نصف وغیرہ کے اشارے حاشیہ پر تفسیری عبارت آیت سے فرق کر کے لکھی جاتی ہے دوسرے یہ کہ غلط مسئلہ بتانا حق چھپانا حرام ہے خصوصاً عقائد میں ۶۔ مسلمانوں کو مرتد کرنے کی یہ چال یہود خیبر کے بارہ راہبوں نے سوچی تھی کہ صبح کو یہود کی ایک جماعت ایمان لائے شام کو مرتد ہو جائے یہ کہہ کر کہ اسلام میں کوئی خوبی نہیں اور نہ نبی اسلام وہ نبی ہیں جن کی خبر ہماری کتب میں تھی، پہلے سے قرآن نے ان کی اس سازش کی خبر دے کر

انہیں ناکام کر دیا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار اسلام مٹانے کیلئے وہ تدبیریں سوچتے ہیں جو شیطان کو بھی نہ سوجھیں دوسرے یہ کہ مرتد کی سزا قتل اس لئے رکھی گئی ہے کہ ارتداد سے اصلی مسلمانوں کے بہکنے کا خطرہ ہے اور مرتد حکومت الٰہیہ کا باغی ہے، موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بچھڑے کے پجاری یہود کو قتل کرایا گیا ارشاد ہوا فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ۷۔ یعنی نبوت صرف بنی اسرائیل کو ملی ہے، ان کے سوا کسی اور قبیلہ کو نہ ملی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل میں سے ہیں لہٰذا وہ نبی نہیں سارے یہود صرف اس بہانہ سے لوگوں کو اسلام سے روکتے تھے، ان علماء یہود کا ہی مقولہ ہے یعنی تم زبان سے اسلام کی حقانیت کا اقرار کر لینا مگر دل سے نہ کرنا۔ اسلام کو باطل جاننا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقیہ یہود کی تعلیم ہے اور تقیہ باز درپردہ یہودی ہے تقیہ کی پوری بحث ہماری تفسیر نعیمی میں مطالعہ کرو ۸۔ خیال رہے کہ نبوت کا بنی اسرائیل سے خاص ہونا یہود کا بہتان تھا اس کا ذکر کتب الٰہیہ میں کہیں نہ تھا مگر قرآن کریم نے اعلان فرما دیا کہ نبوت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے خاص کر دی گئی۔ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ، لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ قادیانی مرزا نبی نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم کی اولاد نہیں، اللہ نے نبوت اولاد ابراہیمی سے خاص فرما دی ۹۔ یعنی اللہ نے جس چیز میں قید نہ لگائی تم لگانے والے کون۔ نبوت میرا فضل ہے جسے چاہوں دوں، میں نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے خاص نہ فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت اعمال سے نہیں ملتی۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے، آدم علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام پیدائشی نبی ہیں، ایسے ہی ولایت بھی اعمال پر موقوف نہیں کبھی عمل سے اور کبھی بغیر عمل عطاء رب سے ملتی ہے۔ حضرت مریم بچپن شریف میں ہی ولی تھیں۔ حالانکہ اس وقت تک کوئی عمل نہ کیا تھا ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسے اللہ خاص کر دے اسے کوئی عام نہیں کر سکتا۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ
اور کتابیوں میں کوئی وہ ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک ڈھیر امانت رکھے تو وہ تجھے
اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ
ادا کر دے گا ۱ اور ان میں کوئی وہ ہے کہ اگر ایک اشرفی اس کے پاس امانت رکھے تو
اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
وہ تجھے پھیر کر نہ دے گا مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے ۲ یہ اس لئے کہ وہ کہتے
قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ
ہیں ان پڑھوں کے معاملہ میں ہم پر کوئی مواخذہ نہیں ۳ اور اللہ پر
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى
جان بوجھ کر جھوٹ باندھتے ہیں ۴ ہاں کیوں نہیں جس نے
بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾ اِنَّ
اپنا عہد پورا کیا ۵ اور پرہیزگاری کی اور بیشک پرہیزگار اللہ کو خوش آتے ہیں وہ
الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا
جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں ۶
اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ
آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے
وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ
۷ نہ ان کی طرف نظر فرمائے ۸ قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے ۹ اور ان کے لئے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ
دردناک عذاب ہے ۹ اور ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل کرتے
بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ
ہیں کہ تم سمجھو یہ بھی کتاب میں ہے ۱۰ اور وہ

(بقیہ صفحہ ۹۲) ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ اللہ نے بند فرمادیا۔ تو اب جو دعویٰ نبوت کرے وہ جھوٹا ہے۔

۱۔ شان نزول' یہ آیت حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ اور فخاص ابن عاذورا کے حق میں نازل ہوئی' عبداللہ ابن سلام کے پاس ایک قریشی نے بارہ سو اوقیہ سونا امانت رکھا۔ جس کی نہ تحریر تھی نہ گواہی' مطالبہ کے وقت آپ نے اسی طرح ادا فرمادیا۔ فخاص کے پاس ایک شخص نے صرف ایک اشرفی امانت رکھی لیکن مانگتے وقت وہ اس سے انکاری ہو گیا حالانکہ یہ دونوں اس وقت یہودی تھے' عبداللہ ابن سلام بعد میں اسلام لے آئے' اس سے معلوم ہوا کہ امانت داری تعریف کے قابل صفت ہے' اگرچہ غیر مسلم میں ہو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہونہار کی علامتیں پہلے سے ہی معلوم ہو جاتی ہیں' ہندی میں کہاوت ہے ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات' یہ بھی معلوم ہوا کہ خیانت بری چیز ہے ۲۔ یعنی بار بار تقاضا کرتا رہے اور لوگوں کے سامنے اسے یاد دلاتا رہے جس کی وجہ سے انکار نہ کر سکے' یعنی اللہ کے خوف سے نہیں بلکہ انسانوں کے خوف سے وہ ادا کرتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ حکومت کے ڈر' آدمیوں کے خوف سے نیکی کرنا قابل تعریف نہیں ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کا مال مارنا' امانت میں خیانت کرنا حرام ہے' اگرچہ کافر ہی کا کیوں نہ ہو' قرض' امانت سب کا ادا کرنا لازم ہے' بددیانتی کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ان کفار کی امانتیں میرے پاس ہیں جو مجھے اس وقت قتل کا ارادہ کر رہے ہیں تم یہ امانتیں ادا کر کے مدینہ آ جانا۔ سبحان اللہ! ۴۔ یعنی کہتے ہیں کہ توریت میں رب نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اپنے دین والوں کے علاوہ کی امانتیں کھا جایا کرو۔ معاذ اللہ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کسی سے وعدہ کیا جائے اسے ضرور پورا کیا جائے خواہ رب سے کیا ہو یا عام انسانوں سے' یا نبی سے یا اپنے پیر سے یا بوقت نکاح بیوی سے یا کسی اور عزیز سے اس آیت سے عہد کے متعلق بہت مسائل نکلتے ہیں ۶۔ اس وعید میں جھوٹی قسم کھا کر مال لے لینے والے رشوت لے کر جھوٹی گواہی دینے والے یا جھوٹے فیصلے کرنے والے' دام لے کر جھوٹے فتوے دینے والے' محنتانہ لے کر جھوٹوں کی جھوٹی وکالت کرنے والے سب ہی داخل ہیں' اللہ محفوظ رکھے۔ ۷۔ علماء فرماتے ہیں کہ رب ان سے محبت کا کلام اور رحمت کی نظر نہ فرمائے گا۔ غضب کا کلام فرمائے گا۔ صوفیاء کے نزدیک دوزخ میں رب ان سے بالکل کلام نہ فرمائے گا اور یہ کلام نہ فرمانا ان پر انتہائی عذاب ہو گا۔ کیونکہ وہاں بندے کے دل میں عشق الٰہی کی آگ بھڑک گئی ہو گی پھر اس محبوب کا حجاب فرمانا' یقینی عذاب ہو گا۔ رب فرماتا ہے كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو رب سے ہم کلامی اور اس کا دیدار ہو گا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا الْمَوْتَ عَلَى الْاِيْمَانِ. ۸۔ معلوم ہوا کہ گناہوں کی معافی نہ ہونا کفار کے لئے بطریق عذاب ہو گا مومن کے لئے گناہوں کی ضرور معافی ہو گی۔ خواہ تمام کی خواہ بعض پر کچھ سزا ل جاوے اور بعض کی معافی ہو جائے۔ ۹۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہ فرمائے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک فرمائے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ احسان جتانے والا ٹخنوں سے نیچے تہ بند لٹکانے والے جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچنے والا۔ اور یہ ہی آیت تلاوت فرمائی ۱۰۔ یعنی اپنی ملاوٹی عبارتوں کو توریت کی طرح پڑھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر قرآن کو تجوید قرآنی اور قرآنی لہجے میں نہ پڑھا جائے۔ اس پر آیات و رکوع وغیرہ نہ لگائے۔ دلائل الخیرات اور حزب البحر

الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ

کتاب میں نہیں اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ اللہ کے

عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٨﴾

پاس سے نہیں اور اللہ پر وہ دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں ا

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

کسی آدمی کا یہ حق نہیں ۲ کہ اللہ اسے کتاب اور حکم و

وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ

پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے

دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ

ہو جاؤ ۳ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ ۴ اس سبب سے کہ تم

الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ

کتاب سکھاتے ہو ۵ اور اس سے کہ تم درس کرتے ہو اور نہ تمہیں یہ حکم دے گا

تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۗ اَيَاْمُرُكُمْ

کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا ٹھہرا لو ۶ کیا تمہیں کفر کا حکم

بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ

دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو لئے ۷ اور یاد کرو جب اللہ نے

مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

پیغمبروں سے ان کا عہد لیا ۸ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ

پھر تشریف لائے تمہارے پاس ۹ وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے ۱۰ تو تم

بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى

ضرور ضرور اس پر ایمان لانا ۱۱ اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا ۱۲ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا

(بقیہ صفحہ ۹۳) وغیرہ کی احزاب میں یہ بات نہیں ہے۔ وہاں صرف حزب مقرر کئے گئے ہیں۔ قرآنی کوئی چیز نہ کی گئی ۱۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر قرآن کو اس طرح پڑھنا یا لکھنا جس سے اس کا قرآن ہونے کا شبہ ہو' منع ہے۔ اس لئے عربی تفاسیر میں قرآنی آیت اور عربی تفسیری عبارت میں فرق کر کے لکھتے ہیں۔ بلکہ جلد ساز بھی قرآن اور دوسری کتابوں کی جلدوں میں فرق رکھتے ہیں۔ تا کہ شبہ واقع نہ ہو۔

ا۔ معلوم ہوا کہ عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ سخت ہے اس لئے قرآن کریم نے اکثر جگہ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ فرمایا ۲۔ یہ نجران کے عیسائیوں کے اس قول کا رد ہے۔ کہ ہم کو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے رب مانو' یا ابو رافع یہودی اور سید نصرانی کے اس بکواس کی تردید ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو پوجیں اور آپ کو رب مانیں حضور نے فرمایا استغفر اللہ۔ بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ اپنے رسول سے دشمنوں کے الزام دور فرماتا ہے' یہ ان کی انتہائی محبوبیت کی دلیل ہے ۳۔ عباد عبد کی جمع ہے عبد عابد کو بھی کہتے ہیں اور خادم کو بھی' یہاں عباد بمعنی پجاری ہے عبد یعنی خادم کی نسبت غیر اللہ کی طرف بھی ہو سکتی ہے' رب فرماتا ہے۔ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اس معنی سے عبد النبی اور عبد الرسول کہا جاتا ہے ۴۔ یعنی انبیاء کرام عالم ربانی بننے کا حکم دیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ عالم ربانی ہونا رحمت ہے اور عالم نفسانی یا عالم شیطانی ہونا عذاب ہے اللہ محفوظ رکھے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم سیکھنے اور سکھانے کا مقصد ہے' اللہ والا بننا۔ جس عالم کو یہ نصیب نہ ہوا اس کو علم کا مقصد میسر نہ ہوا۔ عالم کو چاہیے کہ نیک عمل اختیار کرے۔ ۶۔ قرآن شریف میں رب بمعنی معبود و خالق بھی آیا ہے اور بمعنی مربی اور پرورش کرنے والا بھی' یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔ دوسرے معنی کے لحاظ سے بندے کو بھی قرآن نے رب فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اِرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ اور ارشاد ہے رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا پہلے معنی سے کسی کو رب سمجھنا شرک ہے اور پیغمبر شرک کی تعلیم نہیں دیتے۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ شان نزول' ابو رافع یہودی نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو رب مانیں اور آپ کی عبادت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاذ اللہ میں غیر خدا کی عبادت کا حکم نہیں دیتا۔ نہ اس لئے بھیجا گیا ہوں' نیز نجران کے عیسائیوں نے کہا تھا کہ ہم کو عیسیٰ علیہ السلام حکم دے گئے ہیں کہ انہیں رب مانیں ان کی تردید میں یہ آیت اتری ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی عبادت کرنا کفر ہے مگر نبی کی اطاعت اور تعظیم ایمان ہے۔ رب فرماتا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ۔ انہیں عبد اللہ مان کر ان کی فرمانبرداری اطاعت رب ہے ۸۔ از آدم علیہ السلام تا عیسیٰ علیہ السلام سب سے یہ عہد لیا گیا اور اسی عہد کے ذریعہ ان کی امتوں سے بھی عہد ہو گیا کیونکہ امت پیغمبر کے تابع ہوتی ہے' امام کا معاہدہ ساری قوم کا معاہدہ ہے ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اگلوں پچھلوں سب کے پاس تشریف لائے اور سارے اگلے پچھلے حضور کے امتی ہیں' آپ کو رب نے عالمین کی رحمت' نذیر' بشیر اور نبی بنایا۔ اور اگلے لوگ بھی عالمین میں داخل ہیں۔ اسی لئے سارے نبیوں نے شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی' اور نماز بھی نماز محمدی پڑھی' نماز عیسوی یا موسوی نہ پڑھی ۱۰۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ عہد صرف حضور کے لئے لیا گیا کیونکہ تمام کتب اور انبیاء کی تصدیق سب سے آخری نبی ہی

(بقیہ صفحہ ۹۴) کر سکتا ہے۔ وہ حضور ہی ہیں' دوسرے یہ کہ حضور کے بعد کوئی نبی کوئی کتاب نہیں آسکتی' کیونکہ حضور صرف مصدق ہیں کسی نبی کے مبشر نہیں' تصدیق پچھلوں کی ہوتی ہے اور بشارت اگلوں کی ۱۱۔ اگرچہ سارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس دن ہی ایمان لا چکے تھے مگر وہ ایمان فطری تھا ایمان شرعی دنیا میں آکر اختیار کیا جاتا ہے یہ ہی شرعی ایمان ثواب و جزا کا ذریعہ ہے' جیسے سارے انسان میثاق کے دن اللہ پر ایمان لا چکے تھے مگر اس ایمان کی وجہ سے سب کو مومن نہ کہا جاوے گا ورنہ سارے کافر مومن ہوں گے۔ یہاں ایمان سے شرعی ایمان مراد ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین بعد وفات بھی مدد کرتے ہیں کیونکہ انبیاء سے

ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا
بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ
وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ
اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے
ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ
تو وہی لوگ فاسق ہیں ۲ تو کیا اللہ کے دین کے سوا اور دین
اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
چاہتے ہیں ۳ اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں ۴
طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ
خوشی سے اور مجبوری سے ۵ اور اسی کی طرف پھریں گے یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ
مَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اترا ابراہیم اور اسماعیل
وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ
اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں پر ۶ اور جو کچھ ملا موسیٰ اور
عِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ
عیسیٰ اور انبیاء کو ان کے رب سے ۷ ہم ان میں کسی پر ایمان میں فرق
مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ
نہیں کرتے ۸ اور ہم اسی کے حضور گردن جھکائے ہیں ۹ اور جو اسلام کے سوا
الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ
کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا ۱۰ اور وہ آخرت میں
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا
زیاں کاروں سے ہے کیونکر ۱۱ اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے ۱۲ جو ایمان

دین محمدی کی مدد کا عہد لیا گیا۔ حالانکہ رب جانتا تھا کہ حضور کے زمانہ میں یہ حضرات وفات پا چکے ہوں گے اور موسیٰ علیہ السلام نے مدد کی اس طرح کہ شب معراج پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں' اس طرح اب بھی حضور کی مدد اپنی امت پر برابر جاری ہے اگر ان کی مدد نہ ہو تو ہم کوئی نیکی نہیں کر سکتے۔

۱۔ اس اقرار کی اہمیت دکھانے کے لئے یہاں بلیٰ نہ کہلوایا گیا جیسے توحید کے اقرار میں بلیٰ کہا گیا۔ بلکہ اَقْرَرْنَا کہلوا لیا اور سب نبیوں کو ایک دوسرے پر گواہ بنایا خود اپنی شاہی گواہی شامل فرمائی میثاق کے دن تین عہد لئے گئے سب سے اپنی الوہیت کا نبیوں سے حضور کا علماء بنی اسرائیل سے تبلیغ کا' یہاں دوسرے عہد کا ذکر ہے اس سے معلوم ہوا کہ اہم چیز کے اقرار میں صرف ہاں یا جی ہاں کہلوانا کافی نہیں صاف الفاظ کہلوانے چاہئیں' نکاح میں ایجاب کے بعد ہاں نہ کہا جائے بلکہ کہا جاوے گا۔ میں نے قبول کیا' ایسے ہی اہم تجارتی معاملات وغیرہ میں ۲۔ یہاں فاسق بمعنی کافر ہے حضور کا انکار کفر ہے ۳۔ معلوم ہوا کہ اسلام کے سوا تمام دین' دین اللہ کے سوا ہیں خواہ شرک ہو یا یہودیت یا مجوسیت' اسی طرح دعویٰ اسلام کرنے والوں میں جو فرقہ حضور سے پھرا ہو وہ دین الٰہی پر نہیں' خیال رہے کہ یہاں فاسق بمعنی کافر ہے یعنی فاسق اعتقادی اور یہاں محال کو محال پر معلق کیا گیا ہے جیسے اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بڑے سے بڑا آدمی حضور سے پھر جاوے وہ کافر و زندیق ہے' ان سرکار کی چوکھٹ کی غلامی کا نام ولایت ہے ۴۔ یعنی جنات' فرشتے اور تمام عاقل' جاندار اور غیر جاندار چیزیں' معلوم ہوا کہ بے جان چیزوں میں بھی سمجھ بوجھ ہے۔ ۵۔ یعنی کافر و منافق بھی مرتے وقت عذاب دیکھ کر ایمان لے آتے ہیں مگر یہ ایمان قابل قبول نہیں ۶۔ یعنی ابراہیمی صحیفے کہ یہ تمام بزرگ ان ہی پر عامل تھے ان میں سے ہر ایک کو کتب یا صحیفے نہ دیئے گئے ۷۔ خیال رہے کہ ہم اپنے نبی پر بھی ایمان لائے اور اگلے تمام پیغمبروں پر بھی لیکن ان دونوں ایمانوں میں دو طرح فرق ہے ایک یہ کہ ان بزرگوں پر اجمالی ایمان ہے۔ حضور پر تفصیلی' دوسرے یہ کہ ان کے احکام کی اطاعت ہم پر لازم نہیں' حضور کی اطاعت لازم ہے ۸۔ یعنی سب پر ایمان لاتے ہیں اس آیت سے حضور کی عظمت و قدرت کا پتہ چلتا ہے' کیونکہ حضور نے اپنی امت کو حکم دیا۔ کہ سارے نبیوں کو مانو سب نے بلا چون و چرا مان لیا۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں نے اپنی امتوں سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ وہ نہ لائے معلوم ہوا کہ حضور کی زیادہ اطاعت کی گئی اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کا دین منسوخ ہونے سے ان کی نبوت منسوخ نہیں ہوتی ورنہ ان پر ایمان لانا ضروری نہ ہوتا ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ایمان کا اپنے قول و عمل و صورت و سیرت سے اعلان کرے' تقیہ کر کے دین کو نہ چھپائے اور اپنی صورت و اخلاق

(بقیہ صفحہ ۹۵) کافروں کی طرح نہ بنائے ۱۰۔ اس طرح کہ آخرت میں اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی اور کوئی گناہ معاف نہ ہوگا ۱۱۔ شان نزول' یہ آیت ان علماء یہود و نصاریٰ کے متعلق نازل ہوئی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے لوگوں کو خوشخبریاں دیتے تھے' حضور کی طفیل سے دعائیں کرتے تھے' مگر تشریف آوری کے بعد حضور کے مخالف ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ جس بدنصیب کو پیغمبر سے عناد ہو اسے ہدایت نصیب نہیں ہوتی انہی کے متعلق حضور نے فرمایا۔ ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ ۱۲۔ اس سے وہ عیسائی اور یہودی مراد ہیں' جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے آپ کی نبوت کا اقرار کرتے تھے اور آپ کے

بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ وَشَہِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَہُمُ
لاکر کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں
الْبَیِّنٰتُ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِکَ
آچکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا ان کا بدلہ
جَزَآؤُہُمْ اَنَّ عَلَیْہِمْ لَعْنَۃَ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ
یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی
اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۷﴾ لا خٰلِدِیْنَ فِیْہَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْہُمُ الْعَذَابُ
سب کی ہمیشہ اس میں رہیں نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو
وَلَا ہُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ لا اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ
اور نہ انہیں مہلت دی جائے مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی
ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا ۟ فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۸۹﴾ اِنَّ
اور آپا سنبھالا تو ضرور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِہِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ
وہ جو ایمان لاکر کافر ہوئے پھر اور کفر میں بڑھے ان کی توبہ ہرگز
تُقْبَلَ تَوْبَتُہُمْ ۚ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ
قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں بہکے ہوئے وہ جو کافر
کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَہُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِہِمْ
ہوئے اور کافر ہی مرے ان میں کسی سے زمین بھر سونا
مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَہَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمْ
ہرگز قبول نہ کیا جاوے گا اگرچہ اپنی خلاصی کو دے ان کے
عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَہُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۹۱﴾ ع
لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی یار نہیں

طفیل دعائیں کرتے تھے' لوگوں کو آپ کی بشارت دیتے تھے' مگر آپ کے تشریف لانے پر آپ کے انکاری ہو گئے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایسے لوگ مرتد نہیں کہے جاویں گے کیونکہ اس ایمان کا اعتبار شرعاً" نہیں' دوسرے یہ کہ حاسد کو ہدایت بہت مشکل سے ملتی ہے' جو غلطی سے اسلام نہ لائے اس کی ہدایت آسان ہے۔ جیسا کہ کَیْفَ یَہْدِی اللّٰہُ سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ خیال رہے کہ یہاں ایمان سے مراد شرعی ایمان نہیں ہے' ورنہ وہ لوگ مرتد مانے جاتے بلکہ ایمان غیر شرعی مراد ہے جو انہیں توریت و انجیل کے ذریعہ حضور پر اعتقاد نصیب ہوا تھا یہ ایمان فطری کی طرح تھا ۲۔ جب تک وہ ظالم رہے' اگر ظلم سے توبہ کرے تو ہدایت مل جاتی ہے یہاں ظالم سے مراد حسد کا کافر ہے ۳۔ یعنی قیامت میں سارے لوگ انہیں لعنت کریں گے مسلمان بھی اور ان کی اپنی جماعت بھی "ناس" سے مراد مسلمان ہیں لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۴۔ یعنی لعنت میں' اس طرح کہ ان پر ہمیشہ لعنت پڑتی رہے گی اس سے معلوم ہوا کہ نام لے کر لعنت صرف کافر ہی پر ہو سکتی ہے فاسق مومن پر نہیں ۵۔ یعنی جیسی سختی اول وقت ہوگی ویسی ہی ہمیشہ رہے گی اور یہ ہو سکتا ہے کہ بعض کافروں کو اول سے ہی عذاب ہلکا ہو جیسے ابو طالب وغیرہ' اس لئے دوزخ کے کئی طبقے ہیں جن کے عذاب مختلف ہیں۔ بعض کے عذاب نرم ہیں یا یہ مطلب ہے کہ حسد کے کافروں پر عذاب سخت ہوگا۔ دیگر کافر پر عذاب نرم ہوگا۔ لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کی دو شرطیں ہیں' ایک تو گزشتہ پر ندامت' دوسرے آئندہ کے لئے اپنے حال کی اصلاح۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توبہ ہر گناہ کی ہوتی ہے حتیٰ کہ کفر کی' مگر ہر گناہ کی توبہ کی نوعیت علیحدہ ہے ۷۔ شان نزول۔ حارث ابن سوید انصاری مرتد ہو کر کفار سے جا ملے تھے۔ پھر شرمندہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرا بھیجا کہ کیا میری توبہ قبول ہے' ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ پھر وہ حاضر بارگاہ ہو کر تائب ہوئے اور ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر مرتد کی توبہ قبول ہے۔ البتہ بعض مرتدین کی توبہ پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے' جیسے بار بار مرتد ہونے والا حضور کا گستاخ کہ وہ توبہ کے بعد بھی قتل ہوگا ۸۔ معلوم ہوا کہ کفر میں زیادتی کمی ہوتی ہے مگر یہ کیفیت کی زیادتی کمی ہے نہ کہ مقدار میں' رب فرماتا ہے اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا ۹۔ معلوم ہوا کہ کافر کی نہ گناہوں سے توبہ قبول ہو نہ کوئی نیکی قبول ہو سب کچھ مردود ہے' بغیر وضو نماز درست نہیں۔ بغیر ایمان اعمال صالح نہیں۔ خیال رہے کہ یہاں توبہ سے مراد گناہوں سے توبہ ہے نہ کہ کفر سے۔ کیونکہ کفر سے توبہ کافر کی بھی قبول ہے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاتمہ کا اعتبار ہے اگر کوئی شخص تمام عمر مومن رہا مرتے وقت کافر ہو گیا تو اس آیت میں شامل ہے اور اگر کوئی ساری عمر کافر رہا۔ مرتے وقت مومن ہو کر مرا۔ تو اس آیت سے خارج ہے ۱۱۔

بقیہ صفحہ ۹۶ پر